

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ یکم فروری 2021ء بمطابق 18 جمادی الثانی 1442 ہجری، بروز سوموار، بوقت شام 5 بجکر 15 منٹ

پرزیر صدارت میر عبدالقدوس بزنجو، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

پارہ نمبر ۳۰ سورۃ النزعۃ آیات نمبر ۳۲ تا ۴۱ ﴿﴾

ترجمہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ پھر جب آئے وہ بڑا ہنگامہ جس دن کہ یاد کریگا آدمی جو اُس نے کمایا اور نکال ظاہر کر دیں دوزخ کو جو چاہے دیکھے۔ سو جس نے کی ہو شرارت اور بہتر سمجھا ہو دنیا کا جینا، سو دوزخ ہی ہے اُس کا ٹھکانا اور جو کوئی ڈرا ہو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے اور روکا ہو اُس نے جی کو خواہش سے سو بہشت ہی ہے اُس کا ٹھکانا۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ۔

جناب اسپیکر: جزاک اللہ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جی ملک صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب! گزشتہ اجلاس میں ہم لوگ غیر حاضر تھے اور جو توجہ دلاؤ نوٹس پر ہمارے معزز رکن اصغر علی ترین نے بجلی کے حوالے سے بات کی تھی وہ تقریباً میرے خیال میں پندرہ سولہ دن ہو رہے ہیں کہ بلوچستان بھر میں تین سے چار گھنٹے۔۔۔

جناب اسپیکر: اس کا باقاعدہ میرے خیال میں وہ ہوا ہے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: اس کو میں آگے لیجا رہا ہوں۔

جناب اسپیکر: اس بابت کیسکو چیف نے بریفنگ دی تھی۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: سر میں اسی پر بات کر رہا ہوں کہ اس پر عمل درآمد نہیں ہوا ہے اور اس میں مزید کمی آئی ہے کیونکہ میں بلوچستان کے زمینداروں کا صدر بھی ہوں اور آج بھی کل بھی بہت سارے علاقوں میں ہڑتال ہوئی ہے اور آج بھی بہت سارے علاقوں کی رپورٹیں یہی ہیں کہ تین سے چار گھنٹے سے زیادہ بجلی نہیں ہے اور خاص کر بعض علاقے ایسے ہیں کہ ان کو Two Phase کیا گیا ہے اب سوائے کوئٹہ کے یہاں بھی تقریباً بیس پچیس پرسنٹ لوگ سرکاری یہ جو پی ایچ ای یا واسا کے ٹیوب ویل ہیں ان سے پانی پیتے ہیں لیکن as a whole پورے بلوچستان میں جناب اسپیکر صاحب! جو زمینداروں کے ٹیوب ویلز ہیں انہی سے ہمارے عوام پانی استعمال کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: اس دن جب بریفنگ دی گئی اس میں کیا کہا تھا۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: اس میں میرے خیال دیش نے کہا تھا کہ صوبائی حکومت نے چھ ارب روپے کی ایک خطیر رقم رکھی ہے اس سے آپ کا ریکارڈ ہے، میں ابھی پڑھ رہا تھا تو ہم بہت جلد ان کو دینے جا رہے ہیں اور اس کے باوجود لوڈ شیڈنگ۔۔۔

جناب اسپیکر: لیکن وہ کہہ رہے ہیں کہ چالیس پچاس ارب روپے ہمارے ڈپوز بنتے ہیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: اس کے بعد لوڈ شیڈنگ میں کمی ہوگی لیکن اب یہ ہے کہ وہ لوڈ شیڈنگ میں کمی بھی نہیں آئی شاید صوبائی گورنمنٹ نے اپنے پیسے بھی نہیں دیئے لیکن جس فورم پر یہ بات ہوئی تھی کم از کم بجلی کو تو بحال کر دیا جاتا جناب اسپیکر! اس کے لئے ایک کمیٹی بنائی ہے وزیر اعلیٰ صاحب نے، اس کا چیئرمین ہمارے منسٹر ایگریکلچر زمر خان اچکزئی ہیں اگر بجلی کے حوالے سے کوئی مسئلہ ہو تو پھر وہ chair کرتا ہے اس کے ہم

ممبران ہیں لیکن اس کمیٹی کا اجلاس بھی نہیں بلایا جاتا۔ آج بھی بیس دن سے بلوچستان بھر میں پندرہ سے بیس، بائیس، چوبیس گھنٹے بالکل بعض علاقوں میں تو Two Phase ہے سبھو پانی وہاں لوگوں کو نہیں ملتا تو یہ کر بلا کا منظر ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! آج آپ دوبارہ بجلی کی بحالی پر رولنگ دے دیں پھر ہم بیٹھیں گے۔

جناب اسپیکر: رولنگ کیا دیدیں dues پہلے دیدیں پچاس ارب روپے وہ پھر چلائیں گے کیسے۔
میریونس عزیز زہری: کیسکو والوں نے یہ کہا تھا کہ اگر باقی پیسے نہیں تو چھ ارب روپے ہمیں جو بلوچستان گورنمنٹ کے فنڈ میں پڑے ہوئے ہیں وہ چھ ارب ہمیں دیدیں تو ہم اس دورانیے کو بڑھا دیں گے۔ اس میں وزیر خزانہ صاحب یہ بتائیں کہ وہ چھ ارب روپے ان کو کب دینگے کیونکہ دیش نے اس دن ایک وعدہ کیا کہ جی جام صاحب نے کہا ہے کہ میں دو تین دن میں پیسے دے رہا ہوں دو دن میں بہر حال انہوں نے کہا جلدی پیسے دینگے اگر یہ پیسے ان کو کل مل جائیں۔ آپ ایک منٹ میری بات سنیں اس کے بعد انہوں نے کہا جلد سے جلد دیدینگے جلد سے جلد تو ہم سمجھتے ہیں دو دن کو میرے خیال میں جلد سے جلد کا ہمیں یہ نہیں پتہ کہ بلوچستان گورنمنٹ جلد سے جلد کتنے کو کہتی ہے سال کو دو سال کو۔ بہر حال ہم جلد سے جلد کو دو دن سمجھتے ہیں تو اس میں یہ تھا کہ ہم جلد سے جلد دیدینگے، جیسے یہ پیسے دیدینگے تو ہم بجلی کا دورانیہ بڑھا دینگے تو میری request یہ ہے جلد سے جلد معنی جو لیتے ہے یہ پیسے مل جائیں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ جی۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر! یہ تقریباً چوبیس ارب something یہ محکموں کی مد میں گورنمنٹ قرضدار ہے اور 26 ارب something میرے خیال یہ subsidy کی مد میں قرضدار ہیں تو انہوں نے کہا ہے لگ بھگ پچاس ارب بنتے ہیں کیسکو حکام کا یہ کہنا تھا کہ آپ ہمیں کچھ payment کریں تاکہ ہمارا بھی تھوڑا کام ہو جائے تاکہ بجلی کو ایک proper سسٹم میں لیکر آئیں جس پر دیش صاحب نے کہا تھا کہ سی ایم صاحب کے behalf پر میں بات کرونگا تو انہوں نے کہا تھا یہ پانچ ارب روپے ہم release کرنے جارہے ہیں ابھی تک تو نہیں کئے ہیں پندرہ دن ہو گئے اور مزید وہ جو چار گھنٹے بجلی ہمیں مل رہی تھی دیہات میں یا شہر میں وہ تقریباً دو گھنٹے تک آگئی ہے۔۔۔

جناب اسپیکر: جی دیش! آپ نے بات کی ہے چیف منسٹر سے؟

جناب دیش کمار: میں وضاحت کر دوں یہ کہہ رہے ہیں کہ پندرہ دن پہلے میں نے کہا تھا یہ پرسوں کے اجلاس میں ہوا تھا۔

جناب اسپیکر: آپ نے چیف منسٹر سے اس حوالے سے کوئی بات کی ہے؟

جناب دینش کمار: جی بالکل بات ہوئی تھی اور ہمارے سیکرٹری انرجی نے ایک summary باقاعدہ CM بلوچستان کو لکھی ہے کہ جی پانچ ارب روپے کے واجبات دینے جارہے ہیں جو چوبیس ارب ہم پر liability ہیں اس کے لئے بھی ہم تحقیقات کریں یہ کوئی ابھی کی نہیں ہے 2002ء سے liability چل رہی ہیں کوئی ہماری گورنمنٹ میں نہیں ہے ہماری گورنمنٹ پر ٹیوب ویلز کی مد میں تقریباً پانچ ارب کی subsidy ہوگی ہم وہ دینے جارہے ہیں میں نے کہا ہم نے آکر وہ summary initiate کی اور انشاء اللہ میں نے کہا کچھ دنوں میں ہو جائیگی یہ میں نے CM صاحب کے behalf پر کروایا تھا کہ انشاء اللہ وہ آپ دیکھیں کہ یہ تو بجٹ میں reflected ہیں ہمارے منسٹر صاحب اس دن نہیں بیٹھے ہوئے تھے ابھی بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی بتائینگے کہ انرجی ڈیپارٹمنٹ نے اگر آپ کہیں گے تو میں وہ summary بھی دوستوں کو دیدونگا جو summary initiate ہوئی ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی فنانس منسٹر صاحب! اگر آپ کے knowledge میں کچھ ہے ایک منٹ پہلے تو گورنمنٹ کو سنیں کس چیز کی رولنگ دیدیں وہ فیڈرل subject ہے ان کے اپنے dues نہیں دینگے تو آگے کیسے کریں گے۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ خزانہ): شکریہ جناب اسپیکر! جس طرح ہمارے اپوزیشن اراکین نے بجلی کے حوالے سے اور کیسکو کے حوالے سے جو Point of view ہے اس میں بھی ان کے ساتھ کسی حد تک متفق ہوں کیسکو کے ساتھ ہمارے مسائل ابھی کے نہیں ہیں بلکہ کئی عرصے سے چل رہے ہیں حالانکہ اگر دیکھا جائے بلوچستان میں جو بجلی کی production ہے جس میں جبکو ہے اوج پاور پلانٹ ہے حبیب اللہ پراچہ پاور پلانٹ ہے وہ کئی زیادہ بجلی produce کرتے ہیں اور بلوچستان کی جو ضرورت ہے وہ بہت کم ہے لیکن ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ بلوچستان کے بہت وسیع و عریض علاقوں میں اچھی خاصی لوڈ شیڈنگ ہے even کہ کوئٹہ سٹی میں بھی اچھی خاصی لوڈ شیڈنگ ہے اور معاملات ان کے ساتھ ٹھیک نہیں ہو رہے ہیں تین چار meetings ان کے ساتھ ہوئی ہیں جس میں ایک تو ہماری جو subsidized rates پر جو ہمارے ٹیوب ویلز ہیں ان کے ساتھ بھی ہمارے معاملات طے نہیں ہوئے ہیں کیونکہ وہ اس طرح کرتے ہیں کہ ان کے جو line losses ہیں وہ جا کے گورنمنٹ کے جتنے ہیں ان پر لگا دیتے ہیں اور گورنمنٹ جب ان سے پوچھتی ہے تو وہ clear cut کوئی plan لیکر نہیں آتے ہیں اب میری بھی کیسکو چیف کے ساتھ اس حوالے سے میٹنگ

ہوئی ہے تو میں نے ان سے کہا ہے کہ آپ مہربانی کر کے جو بھی آپ کے واجبات ہیں liabilities ہیں اور جو بھی آپ کے معاملات ہیں آپ کھل کر ہمارے ساتھ بحث کریں آپ نے تو بلوچستان میں یہاں FCR کا قانون بنا دیا ہے اب تربت میں اور مکران میں جہاں جہاں اگر billing کم ہوتی ہے اس کے بھی بہت سی وجوہات ہیں کیونکہ بہت سی جگہوں پر ان کے proper میٹر ریڈر نہیں ہیں بہت سی جگہوں پر lineman نہیں جاتے بہت سی جگہوں پر backs نہیں ہیں لیکن یہ کیا کرتے ہیں کہ کہیں بھی line loss زیادہ ہو جاتا ہے تو جو پرانا فائٹا ہے جہاں FCR کا قانون تھا پھر ایک بندہ جرم کرے پورے علاقے کو سزا دو وہ جا کر پورے علاقے کی بجلی کاٹ دیتے ہیں۔ اب میرے اپنے گاؤں بلیدہ کی بجلی کاٹی ہوئی تھی دشت کی بجلی کاٹی ہوئی تھی تو ان کے ساتھ ہم serious طور پر بات کریں گے جو کچھ ان کے معاملات ہیں وہ بالکل ان کو از سر نو دیکھ لیں اور ministry سے بھی ہماری بات چیت ہوئی ہے وہ بھی اپنے معاملات کو دیکھ لے اگر ایک terms پر آئیے تو گورنمنٹ آف بلوچستان ان کے ساتھ بھرپور تعاون کریگی۔

جناب اسپیکر: جی۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آج پندرہ دن ہوئے ہیں پورے بلوچستان میں بجلی نہیں ہے 80 فیصد لوگ یہی ہمارے زمینداروں کے ٹیوب ویلوں سے پانی پیتے ہیں۔ پینے کے پانی کا مسئلہ ہے، اس وقت وضو کے لئے پانی نہیں ہے، مردے کو غسل دینے کے لئے پانی نہیں ہے جناب اسپیکر صاحب! یہ حساس مسئلہ ہے جب تک حکومت ان کے ساتھ۔۔۔

جناب اسپیکر: سیکرٹری صاحب! آپ ایسا کریں ان کو letter لکھیں کہ گورنمنٹ کوشش کر رہی ہے کہ جلد آپ کو payment کرے لیکن آپ لوگ تھوڑا بہت اس چیز کو شروع کریں تاکہ لوگوں کے جو مسائل ہیں وہ ختم ہو جائیں۔ جی۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب! آپ صرف یہ کریں انہی کی جو پرانی پوزیشن تھی۔۔۔

جناب اسپیکر: سیکرٹری کو وہ کہہ دیا، جی حمل صاحب۔

میر حمل کلمتی: شکریہ جناب اسپیکر، جناب اسپیکر! میں ایوان کی توجہ ایک اہم انتہائی اہم issue کی طرف لیجانا چاہتا ہوں جناب اسپیکر! موجودہ حکومت گوادریں باڑ لگانے جارہی ہے جیسے بھینٹر بکریوں کو باڑ میں ڈالا جاتا ہے گوادریں کے لوگوں کو ایک منصوبے کے تحت باڑ میں ڈالنے کی منصوبہ بندی کی جارہی ہے۔ جناب اسپیکر! اس میں already 31 دسمبر کو میں کورٹ گیا تھا کورٹ نے یہ اسمبلی کے حوالے کیا تھا کہ اسمبلی فیصلہ کرے کہ کس قانون

کے تحت آرٹیکل -15 کی خلاف ورزی ہو رہی ہے کس قانون کے تحت آپ ہمیں باڑ میں ڈال رہے ہیں اور اسمبلی میں اس پر بحث ہو اور قانون بنایا جائے اور اس پر پھر حکومت عمل درآمد کرے اس پر اسمبلی میں باقاعدہ بحث ہوئی آپ نے رولنگ بھی دی۔ پہلی رولنگ ہوئی کہ پانچ لوگ کمیٹی میں ڈالے جائینگے اپوزیشن میں گورنمنٹ نے شاید گورنمنٹ کے پریشر کی وجہ سے یا کس وجہ سے دوبارہ سے رولنگ آئی پھر گورنمنٹ کے بھی اس میں پانچ ممبر ڈالے گئے۔ تو اس پر ہمارا کوئی اعتراض نہیں تھا کہ کوئی بھی ہو لیکن ہمارا مقصد یہ تھا کہ وہ گوادرائے public hearing کرے لوگوں کو سننے لوگوں کے تحفظات دور کرے جس پر اسپیکر نے کہا کہ دس دن کے اندر کمیٹی جائے گوادر میں visit کرے اور آکر اسمبلی میں رپورٹ پیش کریں کمیٹی کے ہمارے دس دن میں تو اس رولنگ کے مطابق meeting نا ہو سکی پندرہ تاریخ کو ہماری meeting ہوئی اسمبلی میں ممبران کا تو decide یہ ہوا کہ دو دن بعد چونکہ حکومت کے دوستوں نے کہا حالات شاید صحیح نہیں ہیں ہم سفر نہیں کر سکتے by road ہمیں جب ہیلی کوپٹر available ہوگا تو ہم گورنمنٹ کی طرف سے ہیلی کوپٹر کے through انیس تاریخ کو آئیگی میں یہاں سے سولہ تاریخ کو گوادر چلا گیا پندرہ کو میٹنگ attend کر کے میں روز سیکرٹری صاحب کو وہاں سے فون کرتا رہا کب آ رہے ہیں تاکہ وہاں لوگوں کو بتائیں لوگوں کی public hearing ہو لیکن افسوس کے ساتھ کوئی نہیں آیا۔

جناب اسپیکر: جی منسٹر یونیون نے کہا تھا کہ ہیلی کوپٹر کا بندوبست کریں گے۔

میر حمل کلمتی: آپ کی اسمبلی کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے تو کورٹ کے حوالے سے ہمیں کوئی آپ بتائیں گورنمنٹ بار بار یقین دہانی کر رہی ہے کہ کام رک گیا کام اتنی speed سے ہو رہا ہے اور وہ ہو گیا ہے کہ میرے خیال سے دو دن کا کام بھی مشکل سے رہتا ہے جناب والا! اتنے دن گزر گئے گوادر کے لوگ پوچھ رہے ہیں کب اسمبلی کے اراکین آئیگی کمیٹی کب آئیگی کب ہمیں سننے کی اور کب اس پر عمل درآمد ہوگا میری آپ سے یہی request ہے ہمیں بتایا جائے آیا باڑ کا کام رک گیا ہے تو آپ رولنگ دیدیں کہ باڑ رک گیا ہے باڑ پر کام ہونا ہے وہ رولنگ دیدیں تاکہ ہم کوئی دوسرا راستہ نکالیں کیونکہ کمیٹی تو مجھے نہیں لگتا مہینہ ہو گیا ہے کمیٹی ابھی تک نہیں آرہی ہے اور باڑ کہاں تک گیا ہے میں آپ کو اس کی ویڈیو تصویریں بھی دکھا سکتا ہوں، شکر یہ جناب اسپیکر جناب اسپیکر: جی۔

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر محکمہ ریونیو): شکر یہ جناب اسپیکر صاحب بالکل اس دن یہ بات کہی تھی کہ ہیلی کا بندوبست کیا جائیگا اور سارے دوست وہاں جائینگے گوادر اور وہاں لوکل لوگوں سے ملیں گے تو ہم نے پروگرام بنایا

تھا لیکن سی ایم صاحب کے already کچھ visit تھے بلوچستان کے مختلف اضلاع میں تو اس وجہ سے ہیلی کا بندوبست نہیں ہو سکا تو یہ session ختم ہونے کے بعد فوری طور انشاء اللہ و تعالیٰ ہیلی کا بندوبست کر کے سارے دوست گوادر چلے جائینگے جو بھی رپورٹ ہوگی۔۔

جناب اسپیکر: لیکن کب تک؟

وزیر محکمہ ریونیو: میرے خیال میں کوشش کریں گے within week جانے کی کوشش کریں گے انشاء اللہ۔

جناب اسپیکر: آپ ایسا کریں اگر ہیلی دستیاب نہیں ہے تو اس میں ایک دو دن میں پروگرام بنائیں by raod چلے جائیں۔

میر حمل کلمتی: رات کو گوادر گیا ہوں اور واپس رات کو آیا ہوں۔

وزیر محکمہ ریونیو: کمیٹی کے اجلاس میں، میں نے یہی تجویز دی تھی کہ بائی روڈ جاتے ہیں لیکن دوستوں کی طرف سے تجویز آئی تھی کہ نہیں بائی روڈ نہیں ہیلی میں جانا ہے تو اس وجہ سے ہم لوگ تھوڑا سا۔۔۔۔۔

(شور۔ مداخلت)

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے ہیلی کا پٹر کو چھوڑ دیں میر خیال میں وہ۔۔۔۔۔

وزیر محکمہ ریونیو: جناب اسپیکر صاحب! یہاں کہتے ہیں کہ ہم by raod جانے کے لئے تیار ہیں لیکن جب ہم کمیٹی میں جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ہیلی میں جائینگے by raod نہیں جائینگے انہی کی طرف سے تجویز آئی تھی اب وہ باتیں نہ کریں مہربانی کر کے اس طرح نہ کریں دو چار دن میں پروگرام بناتے ہیں پھر چلتے ہیں۔

جناب اسپیکر: دو دن میں پروگرام بنائیں ہیلی میں جاتے ہیں یا by raod جاتے ہیں۔

میر حمل کلمتی: date fix کر دیں۔

وزیر محکمہ ریونیو: جناب اسپیکر! اگر میں غلط بیانی کر رہا ہوں تو ریکارڈ موجود ہوگا minutes کو check کر لیں۔

جناب اسپیکر: جی قادر نائل صاحب! آپ میرے خیال کمیٹی کے چیئرمین ہیں۔

جناب قادر علی نائل: شکریہ جناب اسپیکر! جی بالکل اس میں ایسا ہوا تھا جو یہاں سے ایک معاملہ

Standing Committee کے حوالے کیا گیا۔ اُس کے بعد پھر ہماری ایک میٹنگ ہوئی جو 10 ارکان پر

مشتمل تھی۔ اُس کے علاوہ جو ہماری اپنی Standing Committee ہے اس میں یہ فیصلہ ہوا ہے کہ

یہ کمیٹی کب جائے اور کس طرح جائے۔ پھر ایک date بھی طے ہوئی تھی۔ جو سلیم صاحب کہہ رہے ہیں کہ

by air ہی جائیں گے۔ اس میں تمام اراکین کی متفقہ رائے تھی کہ سیکورٹی کی بنا ہم by road نہیں جاسکتے ہیں تو by air کی ذمہ داری سلیم صاحب نے لی تھی۔
جناب اسپیکر: نہیں ابھی اسی تاریخ کو جانا ہے۔

جناب قادر علی نائل: میری اپنی کچھ مصروفیات تھیں۔ میں نے دوستوں کو بھی بتایا تھا اختر حسین لانگو صاحب نے مجھے کال کی تھی۔ میں نے کہاں تھا کہ 26 جنوری کا جو سیشن ہے۔ جب سیشن ختم ہوگا اس کے بعد پھر ہم اور آپ تاریخ طے کر لیں گے۔

جناب اسپیکر: میرے خیال میں 12 تاریخ صحیح ہے۔

جناب قادر علی نائل: 12 اور 15 تاریخ کے درمیان کر دیں۔

جناب اسپیکر: میرے خیال میں 12 تاریخ ٹھیک ہے۔

میر حمل کلمتی: کیونکہ، جناب اسپیکر! اس کے لیے decide یہ ہوا کہ کمشنر صاحب اشتہار دیں گے۔ ظاہر ہے چار پانچ دن تو اشتہار میں بھی لگیں گے۔

جناب قادر علی نائل: نہیں یہ نہیں ہوتا ہم نے کہا ان کو اس اسمبلی کی طرف سے نوٹس دیں گے کہ وہ وہاں arrangement کر لیں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ لوگ سب کہہ رہے ہیں کہ 12 تاریخ ٹھیک ہے۔ 12 یا 13 تاریخ کے جو بھی ہو دیکھ لیں۔ نائل صاحب! اس میں آپ پروگرام بنا دیں اور اس کو آگے بڑھادیں۔
جناب قادر علی نائل: جی صحیح ہے۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ! وقفہ سوالات، جناب احمد نواز بلوچ صاحب اپنا سوال نمبر 243 دریافت فرمائیں۔ محرک کون ہیں۔ محرک خود نہیں ہے تو منسٹر، منسٹر کی طبیعت صحیح نہیں ہے۔ میرے خیال میں ہیلتھ کے منسٹر کی طبیعت صحیح نہیں ہے وہ چھٹی پر ہے۔

محترمہ بشری رند پارلیمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ اطلاعات: میں ان کے تین سوالات کے جوابات دوں گی۔

جناب اسپیکر: تین نہیں بلکہ نو ہیں۔

محترمہ بشری رند پارلیمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ اطلاعات: جن کے جوابات میرے پاس ہیں وہ میں دے دوں گی

-306-368 اور 361-

جناب اسپیکر: پھر دوسروں کا کیا کریں۔

محترمہ بشری رند پارلیمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ اطلاعات: کیونکہ ڈاکٹر بابہ صاحبہ بیمار ہیں۔
جناب نصر اللہ خان زیرے: ویسے تو وزیر اعلیٰ خود ہیں۔

جناب اسپیکر: ڈیپارٹمنٹ نے جواب دینے کے لئے ان کو بریف کیا ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: وہ پارلیمانی سیکرٹری ہیں وزیر صحت تو وزیر اعلیٰ خود ہیں۔ جس ڈیپارٹمنٹ میں کرپشن ہو رہی ہے اس ڈیپارٹمنٹ کا سربراہ وزیر اعلیٰ ہیں۔ وہ بھی آپ دیکھ لیں۔ فشریز میں اور آپ کے محکمہ معدنیات میں ہو رہی ہے۔ دنیا جہاں کی کرپشن ہیں ان سب کے وزیر خود وزیر اعلیٰ ہیں۔

جناب اسپیکر: نہ چیف منسٹر ہیں نہ پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔ Health کے جو سارے questions ہیں ان کو اگلے اجلاس کے لئے defer کیا جاتا ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! ایک گزارش یہ سب سن لیں۔ آپ custodian of the house ہیں۔ اس ہاؤس کو اس معزز ایوان کو کوئی اہمیت نہیں دے رہا ہے۔ officials گیلری میں ایک دو سیکرٹری صاحبان کے علاوہ یہاں نہ کوئی سیکرٹری صاحب آتے ہیں نہ محکمے والے ہیں۔ نہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کا کوئی بندہ آتا ہے گیلری آپ کے سامنے ہے۔ اسی طرح نہ سیکرٹری، وزیر اعلیٰ نہ کوئی وزیر صاحب جواب دینے آتے ہیں تو ہم جب آتے ہیں تو ہمیں اپنے عوام نے منتخب کر کے یہاں بھیجا ہے۔ اور ہم سوالات کرتے ہیں وہاں کوئی نہیں بیٹھا ہوا ہے۔ ظلم ہے یہ ہم کس لیے اتنا خرچہ کرتے ہیں۔ عوام کے لاکھوں روپے خرچ ہو رہے ہیں۔

میر حمل کلتی: جناب اسپیکر! نمائندے کا اور ایک لانے والے کا فرق آپ دیکھ لیں۔

جناب اسپیکر: میرے خیال میں concerned پر چھوڑ دیتے ہیں۔

محترمہ بشری رند: نہیں جناب اسپیکر! یہ تین کے جوابات میں دے رہی ہوں۔

جناب اسپیکر: تین کے نہیں بلکہ آپ کو سارے جوابات دینے ہیں۔ باقی سارے defer کر دیں۔
بی، واسا کس کے پاس ہے۔ دمڑ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر! کرپشن جو اس وقت ہے۔ شاید بلوچستان کی تاریخ میں اتنی نہیں ہوئی ہے اتنا بڑا کرونا گزر گیا۔ آج بھی ہماری ہسپتالوں کی حالت دیکھ لیں۔ خدا کی قسم جناب اسپیکر صاحب! وہاں جانور جیسا سلوک لوگوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ جب کرونا نیا آیا ہم نے ایک کمیٹی بنائی۔ جناب اسپیکر صاحب! اپوزیشن نے صرف سول ہسپتال کا دورہ کیا تھا۔ اُس کی وڈیو آپ آج بھی دیکھ لیں۔ وہ اتنی بڑی رقم خرچ ہونے کے بعد آج اس سے میرے خیال میں بڑی حالت آپ کے سول ہسپتال کی ہے وہ آپ کو نظر آئیگا۔ جناب اسپیکر

صاحب! سیکرٹری نورالحق صاحب competent بندہ ہے۔ اب نئے آئے ہیں۔ لیکن یہاں جب بھی کسی DG کو لایا جاتا ہے۔ جو نیر لوگوں کو یہاں DG بنایا جاتا ہے اُن سے غلط کام کروایا جاتا ہے اور آج جتنے لوگ دیکھ رہے ہیں کہ وہ آج نیب زدہ ہیں۔ اور اب بھی کوشش کی جا رہی ہے جناب اسپیکر صاحب! کہ جتنے بھی جو نیر لوگ ہیں اُن کو ڈی جی کی پوسٹ پر لایا جائے اُن سے غلط کام لیا جائے۔ پھر بد قسمتی یہ ہے کہ آفسران میں بھی کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ وہ اس کام کے لیے اپنے آپ کو خود بھی پیش کرتے ہیں۔ اور اتنی بڑی کرپشن جو آج نیب میں بھی چل رہی ہے اس کے بعد بھی جناب اسپیکر صاحب! دوبارہ انہی لوگوں کو۔ جب نیب میں اُن کے cases چل رہے ہیں دوبارہ اُن کو انہی پوسٹوں پر appoint کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ آپ کی Health کے حوالے سے آپ دیکھ لیں۔ آج آپ اپنے سیکرٹری ہیلتھ کو بلائیں جن لوگوں کے cases نیب میں ہیں، کچھ دن پہلے رہا ہوئے ہیں۔ آج دوبارہ کوشش کی جا رہی ہے۔ آج جتنے جو نیر ڈی جی ہیلتھ آئے ہیں اور جنہوں نے جو کام کیا ہے کھربوں روپے جو کرپشن کی نذر ہوئے۔ وہ بھی آپ کے سامنے ہیں۔ اس طرح کے لوگوں کو جناب اسپیکر صاحب! یہاں تو میرٹ کا ہمیشہ قتل عام کیا جاتا ہے جو سب سے تیز ترین ہیں آپ اُن کو لائیں جو competent ہیں آپ اُن کو لائیں ان سے کام لیں۔ یہ مال غنیمت نہیں ہے۔ بلوچستان کے پیسے ہیں اربوں روپے۔ جناب اسپیکر صاحب! میرے خیال میں آپ بلوچستان میں جتنے لوگ آپ کے گردنا سے مرے ہیں اُن کا ریکارڈ نہیں ہے ہسپتالوں کے لوگ ڈر کے مارے ہسپتالوں کا رخ نہیں کرتے تھے وہاں تو آپ کو خاص کر وہاں آکسیجن کا۔۔۔

جناب اسپیکر: جی ملک صاحب! آپ کا point آ گیا۔ جی اختر حسین۔

میر اختر حسین لاگو: جناب اسپیکر صاحب! میں اس میں تھوڑا سا اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو health department کی غیر سنجیدگی کا میں آپ کو تھوڑا سا بتا دوں آپ رولنگ بھی دیدیں۔ تاکہ next میں جب آپ defer کر رہے ہیں۔ تاکہ questions جو ہمارے ہیں اُن کا proper جوابات بھی آجائیں۔ جناب والا! 82-89 میرے questions ہیں اس میں آپ پڑھ لیں۔ اُس میں میں نے health department کو جتنے فنڈز دیے تھے اُن کی detail مانگی ہے۔ جبکہ جواب میں محکمہ مجھے صرف 3 institute کی detail دے رہا ہے۔ باقی ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے اس میں کوئی detail نہیں آئی۔ میں کافی دیر سے اسی کو پڑھ رہا تھا۔ اُن کی جو تفصیل ہے اُس میں مجھے ایک میڈیکل انسٹیٹیوٹ اور الائی، ایک میڈیکل کالج تربت، اور ایک ہمارا institute physical ہے کوئٹہ میں۔ ان 3 اداروں کی مجھے detail دی گئی ہے

باقی ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا نہ سول Hospital کی اس میں detail ہے نہ BMC کی ہے۔ over all ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو کتنے فنڈز دیئے گئے ہیں اُس کی کوئی detail نہیں دی ہے۔ مجھے صرف تین میڈیکل کالجوں کی، یہ پہلے بھی question آیا تھا۔ آپ اسمبلی کا ریکارڈ چیک کر لیں سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں چیک کر لیں۔ پہلے بھی اسی وجہ سے میں نے اس پر اعتراض کیا تھا اور وہ defer question ہوا ہے۔ پہلے بھی انہوں نے ان تین کالجوں کی تفصیل دی تھی جس پر میں نے اعتراض کیا کہ میں نے پورے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے بجٹ کے بارے میں پوچھا تھا آپ مجھے تین انسٹیٹیوٹ کا کہہ رہے ہیں وہ defer ہوئے تھے آپ جناب کی رولنگ کی وجہ سے defer ہوئے تھے۔

جناب اسپیکر: سیکرٹری صاحب! اس کو آپ دیکھ لیں۔ ٹھیک ہے۔

میر اختر حسین لاگو: direct کیا گیا تھا کہ آپ مکمل تفصیل کے ساتھ جواب بھیج دیں۔ اب پھر انہوں نے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں وہی کیا ہے۔ اسی کا جو جواب انہوں نے اس وقت دیا تھا اسی کو as it is دوبارہ اسمبلی میں بھیج دیا ہے۔ تو جناب والا! کوئی seriousness نہیں ہے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں۔ کرپشن کا جیسے ملک نصیر احمد شاہوانی صاحب نے کہا اتنی زیادہ کرپشن ہے کہ اُس کو چھپانے کے لیے اسمبلی کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ مہربانی کر لیں آپ اس پر رولنگ دیدیں کہ اس کی مکمل تفصیل دوبارہ پیش کر کے اس کے حوالے سے جواب دیدیں۔

جناب اسپیکر: جی، جی میں نے سیکرٹری صاحب کو بتا دیا۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ خزانہ): جناب اسپیکر! دو منٹ مجھے دیدیں۔ جناب اسپیکر! دیکھیں معزز رکن نے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سے سوال پوچھا ہے اور بیشک ہمارا ہیلتھ کا وزیر، وزیر اعلیٰ صاحب خود ہیں۔ لیکن انہوں نے ایک معزز پارلیمانی سیکرٹری کو authorize کیا ہوا ہے۔ اگر in case کوئی نہ ہو تو کوئی authorize بھی ہو سکتا ہے۔ اسمبلی کے قواعد و ضوابط یہی کہتے ہیں۔ تو جو سپلیمنٹری سوال کرنا ہے اُن سے کر لیں ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے اس کا جواب دے دیا ہے تو وہ ان کو مطمئن کر لیں گی۔

جناب اسپیکر: وہ کہہ رہی ہیں سارے question اس کے نہیں ہیں میرے خیال میں منسٹر۔

میر اختر حسین لاگو: جناب اسپیکر جواب ہی انہوں نے غلط دیا ہے نامکمل جواب ہے ہم کیسے ضمنی سوال اُس سے پوچھیں۔ ہم نے بات کی تھی ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے۔

جناب اسپیکر: چلیں اس کا آپ لکھ لیں۔ جی لاگو صاحب! آپ سیکرٹری صاحب سے confirm کر کے

اس کو ڈیپارٹمنٹ کو بھیج دیں کہ اگلے سیشن میں جب ڈال دیتے ہیں تو اس کا full جواب اس میں آسکے۔
 حاجی اصغر علی ترین: جناب اسپیکر! اب میں بھی اپنے سوال کی طرف آتا ہوں۔ میرا سوال ہے 405۔ یعنی ان کی نالائق دیکھیں۔ یہ اس طرح یہ ہاؤس کے ساتھ ایسے سوالات اور ایسے جوابات دے رہے ہیں سوالات کے۔ کہ بندہ دیکھ کر حیران ہو جاتا ہے میں نے اسمیں ضلعی ہیڈ کوارٹر پشین کے بارے میں کہا کہ کتنا بجٹ آپ نے میڈیسن کی مد میں دیا ہے۔ انہوں نے BHUs کو دیئے ہیں اور اس کا ذکر تک نہیں کیا ہے اور یہاں یہ کہہ رہے ہیں کہ 1 کروڑ 56 لاکھ something ہم نے دیئے ہیں۔ جب کہ ایم ایس کا کہنا ہے کہ ہمیں ایک روپیہ بھی نہیں ملا۔ جناب اسپیکر صاحب! جو کرونا وائرس گزرا ہے اُس میں لاکھوں کروڑوں روپے فنڈ اس کے لیے مختص کیے ہیں تاکہ کرونا کی وبا سے بچا جاسکے۔ جناب اسپیکر صاحب! اب یہ حالت ہو گئی ہے کہ آپ کے ہر ضلع میں ہر تمام کارپوریشن کے ایریا کی جو صفائی ستھرائی کرنے والے تھے جو وہاں کارپوریشن کا عملہ تھا اُن سب کو نوکریوں سے جو daily wages تھے کو فارغ کر دیا گیا ہے۔ اور شہر میں ہر جگہ کچرے کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ اور جو نالیاں ہیں وہ گندہ اور کچرے سے بھری پڑی ہوئی ہیں جناب اسپیکر صاحب! اور ہمیں یہ نہیں معلوم کہ۔۔۔۔۔

جناب محمد مبین خان خلجی: جناب اسپیکر صاحب! اس کا تو آج استعفیٰ کا دن تھا اب یہ کہہ رہا ہے کہ اس کے منہ پر ماریں گے یہ آج کیا باتیں کر رہا ہے۔

حاجی اصغر علی ترین: اس سوال کا جواب بھی میں دے دوں گا آپ بیٹھ جائیں آپ تشریف رکھیں۔ پہلے اس سوال کا جواب دیں اس سوال کا جواب بھی دیں گے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

جناب محمد مبین خان خلجی: آج آپ لوگوں کا استعفیٰ کا دن ہے ہمت کرو اور استعفیٰ دے دو۔
 جناب اسپیکر: جی حمل کلمتی صاحب۔

میر حمل کلمتی: Point of Public importance کے حوالے سے کچھ کہنا چاہوں گا۔ جناب اسپیکر! گوادر اور تربت میں پچھلے کئی ادوار سے settlement ہو رہی ہے۔ لیکن پچھلے ادوار میں جو settlement ہوئی ہے گوادر کے علاقے۔ پسنی تحصیل کے نلیڈ، کفارڈ، پڑ، کلمت، شادی کور، پسنی اور اسی طرح تربت کے کچھ ایریاز ہیں سرکین نیوٹی کا ایریا ہو گیا ان ایریاز میں تربت سٹی کے کچھ ایرے ہیں جہاں settlement ہوئی پچھلے ادوار میں۔ جناب اسپیکر! وہاں لوگوں کی جدی پشتی ملکیت جس طرح پسنی میں پہلے دو تین دفعہ settlement ہوئی۔ وہ زمینیں انہی لوگوں کے نام پر تھیں۔ جب پچھلی دفعہ ہوئی اس کو

cancel کر کے وہ زمینیں لوگوں کے بڑے بڑے بندات۔ اسی طرح تربت میں لوگوں کی زمینیں ساری مختلف لوگوں کے نام پر کر دی گئی ہیں۔ جن کی اراضیات تھیں جن لوگوں کی تھیں ان کے نام پر نہیں ہوئی ہیں۔ اس حوالے سے میری آپ سے request ہے کہ اس معاملے کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ تاکہ اس کو دیکھیں کیونکہ جہاں لوگوں کو پینے کا پانی نہیں ہوتا بجلی نہیں ہوتی۔ لیکن اس کے پاس وہ اسی زمین کے ٹکڑے کے لیے کہیں جانے کے لیے تیار نہیں۔ اگر وہی زمین اس کی نہ رہی تو وہ کہاں جائیں گے۔

جناب اسپیکر: چلو اس کمیٹی کے حوالے کرتے ہیں کمیٹی اپنی رپورٹ پیش کرے پہلے سے جو بنی ہوئی کمیٹی ہے متعلقہ کمیٹی کے حوالے کرتے ہیں۔

میر حمل کلمتی: شکریہ جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی ملک نصیر احمد شاہوانی صاحب اپنا سوال نمبر 391 دریافت فرمائیں۔

☆ 391 ملک نصیر احمد شاہوانی: نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 13 نومبر 2020 پیش ہوا

کیا وزیر بی واسا ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

گزشتہ 10 سالوں کے دوران تنصیب کردہ ٹیوب ویلز کی کل تعداد کس قدر ہے اور ان میں سے کتنے مکمل اور کتنے نامکمل ہیں کتنے فعال اور کتنے غیر فعال ہیں ضلع وار تفصیل دی جائے۔

وزیر بی واسا: جواب آخر پر منسلک ہے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر! اصل میں اس سوال کو لانے کی اس لئے مجھے ضرورت پڑی کہ میں یہ جاننا

چاہتا تھا کہ گزشتہ ادوار میں ایک خطیر رقم سے بلوچستان بھر میں بہت سارے ٹیوب ویل لگائے گئے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ لوگوں کو پینے کے پانی کیلئے نہیں بلکہ کسی ٹھیکہ کیلئے کسی کو نوازنے کیلئے یا کسی کو اُسکے لئے صرف جو

اصل مقصد ہے اُسکو حاصل نہیں کیا گیا۔ آپ دیکھ سکتے ہیں جو لسٹ لگی ہوئی ہے میں نے اس کو پڑھا۔ جتنے ٹیوب ویلز لگے ہوئے ہیں، اُن میں سے اکثریت غیر فعال ہیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے جب ٹیوب ویل لگایا جاتا

ہے اور اُس کے بعد اُس کو بند کر کے کمرہ بنا کے اُس پر بجلی لگا کے اُس کو بند کر دیا جاتا ہے۔ اور لوگوں کو پانی نہیں ملتا پھر حکومت کے اربوں روپے خرچ کرنے کی وجہ، کیوں ضرورت پیش آتی ہے۔ اب بھی کوئٹہ کے اندر آپ دیکھ

لیں جناب اسپیکر! منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک دفعہ انہوں نے خود بھی یہاں میٹنگ کی۔ مجیب صاحب وہاں واسا کے ایم ڈی تھے ہم سب کوئٹہ کے نمائندوں کو بلایا گیا تو اُس میں یہی کہا گیا کہ تقریباً 370 ٹیوب ویلز یا

کتنے ٹیوب ویلز جو لگے ہوئے ہیں ان کے لئے اتنی رقم چاہیے ہم سب نے کہا کہ لوگوں کو پانی کا بہت بڑا مسئلہ

ہے۔ اور اکثر لوگ ٹینکر مافیا کے رحم و کرم پر ہیں غریب لوگ ہیں خرید نہیں سکتے۔ برائے مہربانی وزیر اعلیٰ صاحب سے کہیں ان کو واسایا پی ایچ ای کے حوالے کر دیں۔ تو منسٹر صاحب نے بھی میرے خیال سے حامی بھری تھی کہ ہاں بالکل بہت جلد ان کو واسایا پی ایچ ای کے حوالے کر دیں گے۔ آج دو سال گزرنے کے باوجود ایک ٹیوب ویل بھی جناب اسپیکر صاحب! واسایا پی ایچ ای کے حوالہ کیا گیا ہو؟ اور دوسرا سوال میرے اسی کے ساتھ لگا ہوا ہے جس میں لکھا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا وہ بھی اسی طرح ہے کہ دشت میں کتنے ٹیوب ویل ہیں۔ جناب اسپیکر! میں اسی بات کو آگے بڑھا رہا ہوں۔ دوسرے سوال کا جواب انہوں نے نہیں دیا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا ہے۔ اُس کا جواب میں ہی دیتا ہوں۔

جناب اسپیکر: پہلے اس پر سپلیمنٹری کریں پھر شروع ہو جاتے ہیں۔ بعد میں اُسی پر جواب دے دیں۔
ملک نصیر احمد شاہوانی: ٹھیک ہے۔ تو میں کہتا ہوں جناب اسپیکر! اصل میں ہم چارہے ہیں لوگوں کو پینے کا صاف پانی ملے اتنا بڑا محکمہ ہے۔ اب بھی میرے خیال میں منسٹر صاحب اپنے دوستوں کے ساتھ بات کر رہے ہیں۔ غیر سنجیدگی کا مظاہرہ، ہم لوگوں کے پانی کی بات کر رہے ہیں۔
جناب اسپیکر: جی منسٹر صاحب۔

جناب نور محمد دمڑ (وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ و بی واسا): سوال تو کر لیا کم از کم جواب کا بھی انتظار تو کر لیں۔ سوال بھی خود کر رہے ہیں اور جواب بھی خود دے رہے ہیں اور پھر تو پوں کا رخ ہماری طرف ہے۔ جو بری بات ہے وہ ہماری طرف اور جو نیک نامی کی بات ہے وہ اپنے کھاتے میں ڈال رہے ہیں۔ یہ آپ کا سوال تھا اس کا جواب آپ کو مکمل تفصیل کے ساتھ یہ attach ہے آپ کو ملا ہے۔ ہر ڈویژن الگ الگ اور جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ اس میں اکثر بور بند پڑے ہیں اور شروع ہی نہیں ہوئے ہیں۔ اُس میں بات یہ ہے کہ متعلقہ ایم پی اے نے پیسے ہی اتنے رکھے ہونگے جتنے components تھے وہ ٹینڈر ہو گئے ہونگے اور باقی جو components ہیں اُن کے لئے پیسے نہیں ہیں۔ تو ظاہر سی بات ہے جب مکمل واٹر سپلائی کیلئے پیسے انہوں نے پی سی ون کے مطابق رکھے ہیں تو ظاہر ہے اُس میں کوئی کمی نہیں ہوگی ضرور وہ start ہوا ہوگا۔ ابھی کوئی ایک ایک واٹر سپلائی کا اگر سوال پوچھیں تو پھر ہم دے سکتے ہیں۔ ابھی پوری لسٹ ہے، لسٹ میں آپ نے کوئی ایسا ذکر نہیں کیا ہے کہ فلاں واٹر سپلائی کیوں بند پڑا ہے؟ اُن کا ٹرانسفر مر کیوں نہیں ہے؟ تو اس میں آپ ایم پی اے ہیں آپ نے کسی بور کیلئے پیسے رکھے ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ دو سال پہلے کہا گیا تھا کہ ان کو فعال کر دیں گے۔ ابھی تک فعال

نہیں ہوئے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: کوئٹہ کے اندر اتنے ٹیوب ویلز ہم نے لگائے ہیں اُن کو start کرنا ہے۔ اور دو سال گزرنے کے باوجود بھی اُن میں سے ایک بھی نہیں چلا اور کسی کو پانی نہیں ملا۔ تو یہ کم از کم اپنی جو بلائی ہوئی ایک میٹنگ تھی جس کو آپ نے بلایا تھا آپ اُس کا جواب دے دیں۔

جناب اسپیکر: جی۔

میر اختر حسین لاگلو: جناب اسپیکر! یہ اُس وقت کی بات ہے جب اسمبلی معرض وجود میں آئی تھی 2018ء میں اُس وقت یہ سوال raise ہوا تھا۔ اُس وقت فنانس منسٹر عارف جان صاحب تھے ابھی بھی ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب بھی ہاؤس میں بیٹھے ہوئے تھے اُس وقت ہاؤس میں جب یہ سوال اٹھایا گیا being a Finance Minister عارف جان صاحب نے بھی کہا تھا کہ ہم واسا کو اس کے میرے خیال سے کوئی ڈیڑھ ارب یا دو ارب کے پیسے بنتے تھے جو اس missing components کے۔ انہوں نے بھی یقین دہانی کروائی تھی اور لیڈر آف دی ہاؤس نے بھی اُس وقت بھی یہی یقین دہانی کروائی تھی اسمبلی کا ریکارڈ موجود ہے جناب والا! آپ اس ریکارڈ کو نکال کے چیک کر لیں۔ لیکن ڈھائی سال گزرنے کے باوجود نہ فنانس ڈیپارٹمنٹ سے پیسے واسا کو گئے نہ یہ ٹیوب ویل فنکشنل ہو گئے۔ اب ان ٹیوب ویلوں میں دیکھا جائے اگر کسی بھی وجہ سے میں منسٹر صاحب کی بات سے کسی حد تک متفق ہوں۔ کہ ان کے components پورے نہیں رکھے گئے تھے بعض جگہوں پر صرف drilling اور casing کے لئے پیسے رکھے گئے تھے باقی components ان کے نہیں تھے اگر نہیں تھے تو drilling اور casing پر بھی گورنمنٹ آف بلوچستان کا پیسہ خرچ ہوا ہے۔ یہاں کے غریب عوام کے ٹیکسوں کا پیسہ خرچ ہوا ہے۔ اگر 2011 سے ٹیوب ویلز start ہیں۔ ہم شیڈول ریٹس بھی دیکھ لیں تو drilling اور casing کے لئے جو پیسے رکھے جاتے وہ 30 سے 35 لاکھ روپے ایک ٹیوب ویل کا خرچہ ہے۔ تو یہ 370 یا 372 ٹیوب ویلز ہیں جناب والا! اُن کے ان پیسوں کو بھی ہم calculate کر دیں تو اربوں روپے ہم ان ٹیوب ویلوں پر لگا چکے ہیں۔ اب اگر باقی تھوڑے بہت پیسے رہتے ہیں گورنمنٹ آف بلوچستان کے لئے مسئلہ نہیں ہے۔ وہ تھوڑے سے پیسے اور واسا کو release کر دیں تاکہ اُن کے جو missing components ہیں اُن کو مکمل کر کے ان ٹیوب ویلوں کو شروع کیا جائے تاکہ اربوں روپے خرچ کرنے کے بعد ہم کوئٹہ کے لوگوں کو کم از کم تھوڑا بہت ہمیں relief مل سکے تو اُس وقت منسٹر فنانس عارف جان صاحب تھے آج ظہور بلیدی صاحب ہیں وہ بھی بیٹھے ہوئے ہیں قائد

ایوان صاحب بھی ہیں۔ اسمبلی کا ریکارڈ نکالیں اس معزز ایوان میں یہ یقین دہانی کروائی گئی تھی کہ ان ٹیوب ویلوں کے باقی پیسے ریلیز کر کے ہم ان کو functional کرینگے۔ لیکن ڈھائی سال گزرنے کے باوجود شاید حکومت کو فرصت نہیں ملی یا منسٹر صاحب کمزور آدمی تھے جو پیسے اپنے نہیں لے سکے۔ ابھی اس میں جناب والا! کوئٹہ کے لوگ suffer کر رہے ہیں مہربانی کر لیں۔ آج منسٹر صاحب بھی ہیں منسٹر فنانس صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ ہمیں کوئی ایک تنگڑی سی یقین دہانی کروائی جائے جس میں ہم باور کر لیں اور ان ٹیوب ویلوں کا مسئلہ حل ہو سکے۔ جناب اسپیکر: جی منسٹر صاحب۔

وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ و بی واسا: جناب اسپیکر! ایک تو واقعی اختر لانگو صاحب نے جس بات کی نشاندہی کی کہ یہ پچھلی حکومت کا جو ہمیں ورثہ میں ملا ہے۔ کیونکہ ان کی باتوں کو آپ بھی سمجھ گئے ہونگے کہ جیسے اسمبلی بنی اسی وقت پہلے سیشن میں ایک دوسرے سیشن میں یہ بات چھڑ گئی اسی وقت سے ابھی تک یہ تو پچھلی حکومت کا یہ سلسلہ چلا آیا ہے اور رہی ہماری اسی حکومت کی بات بیشک ہم نے یہ کرنا تھا لیکن ظاہری بات ہے حکومت کے ساتھ اتنے پیسے نہیں ہونگے۔ اور یہ واسا کے ریگولر بور نہیں ہیں، یہ وہ بور ہیں جو ایم پی اے نے اپنے political interest کیلئے وہاں کے لوگوں کے لئے اپنے ووٹروں کیلئے ایک بور کے پیسے رکھے تھے باقی components کہتے ہیں واسا ہی لگا دے۔ واسا کہاں سے لگا دے جب واسا کے پاس اپنا بجٹ نہیں ہے تو آپ لوگ ایم پی اے ہیں باقی components کے لئے پیسے رکھیں واسا اس کو ٹینڈر کر کے مکمل کر لے گی لیکن یہ واسا کا سر در نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: یہ میرے خیال میں چیف منسٹر کا پروجیکٹ تھا۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: یہ ownership ہے کسی ٹیوب ویل کا اور کسی ایم پی اے نے annual fund میں جو لگائے تھے اُس کا اُس میں کیا فرق ہے یہ مجھے بتادیں؟

وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا: بات یہ ہے کہ ایک واسا نے اپنے پیسوں سے ایک بور لگایا ہے جو واسا own کرتی ہے اور ایک ایم پی اے نے کچھ پیسے رکھے تھے ایک drilling کیلئے بور لگ گیا باقی components کے پیسے واسا کہاں سے لائے۔ تو اب بھی وہ ایم پی اے اپنے annual funds سے اُس کے لئے پیسے مختص کریں اور واسا کا کام یہ ہے کہ آپ پیسے رکھیں گے تو واسا ٹینڈر کرے گی۔ واسا کے پاس اتنے فنڈز نہیں ہیں کہ آپ سینکڑوں بور لگاتے جائیں گے باقی components واسا کا کام تو نہیں ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! سوال نمبر 391 کا اگر آپ جواب۔ منسٹر صاحب لائے ہیں وہ

table ہوا ہے لیکن اس نے خود نہیں پڑھا ہے۔ ابھی اُس میں آپ دیکھ لیں گواٹمنڈی سب ڈویژن ہے پشتون آباد سب ڈویژن ہے مالی باغ سب ڈویژن ہے سیٹلائٹ ٹاؤن ایوب اسٹیڈیم اس میں بروری ہے۔ یہ اگر منسٹر صاحب ملاحظہ فرمائیں اس میں جتنے بھی ٹیوب ویلز اکثریت میرے حلقہ انتخاب جو پرانا پی بی 5 تھا اُس میں ہیں ہم نے تمام components جتنے بھی تھے ہم نے رکھے ہیں۔ وہ تسلیم کر رہا ہے کہ اکثریت جو انہوں نے جواب دیا ہے کہ functional ہیں۔ اور جو non function awaiting for QESCO energization کا لکھا ہے انہوں نے سب میں لکھا ہے۔ اب یہ ہے کہ ان کے ڈیپارٹمنٹ کا فرض بن رہا ہے as minister کہ ایک ٹیوب ویل پر 70 لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں وہاں کمرہ بن گیا drilling casing پائپ ڈالا گیا ٹرانسفر مرگ گیا اب وہاں صرف only energization باقی ہے جناب اسپیکر! اب آپ یہ کر لیں ایک تو دوسری بات ہے جو 270 ٹیوب ویل ہیں ان کے payment کا issue ہے۔ آپ نے لینا ہے یہ آپ کریں وزیر اعلیٰ کی ٹیبل پر جو فائل پڑی ہوئی ہے۔ دوسرا یہ جو energization کا مسئلہ ہے جو میٹرنس لگ رہا ہے یا واپڈ اوالے وہاں ٹرانسفا رمر نہیں لگا رہے ہیں یہ مہربانی کر کے اس کو آپ pursue کریں۔

وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا: آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ یہ بات واسا کی ذمہ داری ہے۔ واسا نے اپنی طرف سے ذمہ داری پوری کی ہوئی ہے۔ کیسکو کو باقاعدہ corresponding ہوئی ہے کیسکو کے ساتھ یہ سلسلہ چل رہا ہے۔ کیسکو کا باقاعدہ ایک plan ہے کہ ہماری کیمونٹی کے بور، یہ واسا کے بور نہیں ہیں۔ کیمونٹی بور کی مد میں پی ایچ ای اور واسا کے ذمے کیسکو کے 7 ارب روپے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ بقایا جو ہمارے dues ہیں وہ ادا کریں تب ہم آپ کے جو بور ہیں وہ energize کریں گے۔ ہمارا اور واپڈا کا یہ سلسلہ ابھی سے تو نہیں ہے یہ پچھلی حکومتوں سے چلا آ رہا ہے سات ارب روپے ابھی تو ہم نے مقروض نہیں کیا ہے۔ کیمونٹی کے تین ہزار بور ہیں۔

میرا اختر حسین لاگو: یہ ٹیوب ویلز 2008 کے بعد اور 2008 سے پہلے casing, drilling سارے کام واسا کرتی تھی۔ اُس کے بعد تھوڑا سا سسٹم ڈیپارٹمنٹ کے اندر تبدیل ہو گیا چونکہ ڈیپارٹمنٹ ایک ہی ہے واسا بھی پی ایچ ای کے ساتھ لنک ہے۔ پی ایچ ای ڈیپارٹمنٹ نے 2008 کے بعد casing اور drilling کی ذمہ داری ڈیپارٹمنٹ نے پی ایچ ای کو دی۔ اب ٹیوب ویل drilling وغیرہ تمام کام مکمل کر کے پی ایچ ای واسا کو handover کر رہا ہے ابھی موجودہ طریقہ کار یہ ہے اب جھگڑا ان دو ڈیپارٹمنٹس کی وہ شائیں

ان کی اپنی ہیں۔ پی ایچ ای اور واسا میں جھگڑا بنیادی یہ ہے وہاں سے یہ سسٹم خراب ہو گیا۔ 2002ء میں ہم ایم پی اے تھے جیسے ہی ہم بور کیلئے پیسے رکھواتے تھے ہمارا بور within two or three months وہ operational ہو جاتا تھا۔ اب یہ ہے کہ تمام چیزیں پی ایچ ای کرتا ہے واسا کو بعض لوگ بولتے ہیں کہ اس کو takeover کرے۔ واسا والے بولتے ہیں کہ جب سارے کام تم نے کئے ہیں تو چلاؤ بھی اس کو تم۔ اصل میں جناب والا! جھگڑا یہ ہے۔ کوئٹہ کیلئے اس کو proper طریقے سے اگر operation واسا کی ذمہ داری ہے تو مہربانی کر لے جو باقی کام ہے وہ بھی واسا والوں کو کرنے دیں تاکہ ہم کوئٹہ کے لوگ ہیں ہم جو ذلیل و خوار ہو رہے ہیں یہاں کے 22 لاکھ عوام اس مسئلے سے بچ جائیں۔

وزیر محکمہ سپیک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا: جناب اسپیکر! اختر لنگو صاحب نے جو بات کی کہ ایک پالیسی بنی۔ آج پتہ نہیں کس حکومت کی پچھلی حکومتوں کی بنی ہوئی پالیسی کہ ابھی جو بھی بور لگے گا۔ ٹھیک ہے چاہے پی ایچ ای ہو یا واسا ہو انہوں نے مکمل کرنا ہے آگے وہ واٹر سپلائی کمیونٹی کے ہی حوالے کر دیتے ہیں۔ ابھی آج تک کوئی ایسی پالیسی نہیں کہ وہ بور لگائیں اور own بھی کریں۔ کیونکہ ان کے باقاعدہ maintenance آتے ہیں اور پالیسی یہ بنی ہوئی ہے آج نہیں یہ گورنمنٹ جو ابھی واٹر سپلائی لگاتی ہے اُس کے بعد کمیونٹی جانے اور اُس کا کام جانے۔ نہ واسا handover کرتی ہے نہ پی ایچ ای۔ کیونکہ اس کا باقاعدہ سالانہ maintenance ہے۔ تو یہ پالیسی بنی ہوئی ہے۔ یہ ہمارے بس کی بات تو نہیں ہے۔ یہ ایک نہیں تین یا چار ہزار کمیونٹی بور ہیں جو واسا own نہیں کر سکتی نہ پی ایچ ای۔ بیشک آج اسمبلی یہ قرارداد پاس کرے۔ بیشک گورنمنٹ اس پالیسی میں تبدیلی لائے کہ بھائی جتنے بھی کمیونٹی کے بور ہیں وہ چاہے واسا کے jurisdiction میں ہیں یا پی ایچ ای کے بلوچستان بھر کے جتنے بھی کمیونٹی کے بور ہیں وہ بیشک پی ایچ ای کی کوئی اجازت دی جائے کہ وہ handover کرے اور اس کے maintenance وغیرہ کی ذمہ داری گورنمنٹ پوری کرے تو ہمارے لئے کوئی ایجنڈا نہیں ہے مسئلہ یہ ہے کہ جتنے بھی بور لگتے ہیں آج کل کمیونٹی کے حوالے ہی کیے جاتے ہیں۔ بعد میں وہ non payment اور non maintenance کی وجہ سے بند ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ سر درد پی ایچ ای کے کھاتے میں ہی آجاتے ہیں۔ کیونکہ ڈیمانڈ نوٹس وہ متعلقہ ایکسین کے نام پر ہی کیسکو جاری کرتی ہے ابھی کمیونٹی بور کی وجہ سے 7 ارب روپے کیسکو کے مقروض ہیں۔

جناب اسپیکر: جی اختر حسین صاحب۔

میر اختر حسین لاگو: پُرانی حکومتوں کی تمام اسکیمات کو یہ گورنمنٹ own کر رہی ہے۔ حب بائی پاس پُرانی حکومت کی اسکیم تھی وہ بنا رہی ہے، سریاب پنکچ تھا اُس کو فنڈنگ کر رہی ہے، کوئٹہ پنکچ پُرانی حکومت کی اسکیم تھی، اُس کو own کر رہی ہے، ہنہ والا جو روڈ تھا پُرانی حکومتوں کا تھا وہ own کر رہی ہے، اسی طرح بلوچستان میں کچلاک بائی پاس پُرانی حکومتوں کی اسکیم تھی اُس کو یہ own اور funding کر رہی ہے، تو یہ واسا کے بارے میں کیوں کہتے ہیں کہ پُرانی حکومتوں کا تھا ہم یہ در دسر کیا لیں۔

وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا: یہ پالیسی ہم نے نہیں بنائی ہے یہ کچھلی حکومتوں نے ہی بنائی ہے، آج کے بعد جتنے بھی بور لگیں گے وہ communities کے حوالے ہونگے۔ آپ لوگ پالیسی میں change لائیں، ہمارے لیے کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے۔ بھائی یہ community کے bore ہیں یہ آپ سب کو بتایا بھی ہے، آپ خواہ مخواہ اس کو اُلجھا رہے ہیں۔ یہ community کے bore ہیں ہم نہیں کر سکتے community جانے اُن کے کام جانے بیشک ایک پالیسی جو ہم بنا رہے تھے۔۔۔

جناب اسپیکر: ڈمڑ صاحب! اُس کو پہلے گورنمنٹ چلا کر دے دے پھر community اس کو آگے چلائے گی۔

وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا: ٹھیک ہے سر، یہاں تک تو واسا کی ذمہ داری ہے کہ وہ چلا کے دے دیتی ہے لیکن inauguration کی وجہ سے جو بند پڑے ہیں، جناب اسپیکر! QESCO ابھی demand Note نہیں دے رہی ہے۔

جناب اسپیکر: اس بابت ایک meeting کر لیں۔

وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا: ٹھیک ہے، ایک meeting بلا لیں گے متعلقہ سارے MPAs آجائیں گے اُس میں بیٹھ جائیں گے انشاء اللہ۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے، ایک ہفتہ کے اندر meeting کر کے اس کی رپورٹ دے دیں۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): میں اسی سلسلے میں بات کرنا چاہتا تھا۔

جناب اسپیکر: اُس کا ہو گیا اُس کو کمیٹی میں ڈال دیا۔

قائد حزب اختلاف: CM صاحب کی توجہ کے لیے اور خصوصاً جناب کی توجہ کے لیے بھی، 6 نومبر 2018ء کو میں نے ایک قرارداد پیش کی اور وہ بھی منظور ہوئی اب 2021ء شروع ہے، قرارداد پاس ہونے کے بعد اس House کی بہت بڑی ایک قوت ہے پورے بلوچستان میں۔ سب سے بڑی body یہ ہے اور اس کی

قرارداد کو من و عن اُس پر عمل کرنا انتہائی ضروری ہے۔ میں نے اُس قرارداد میں یہ گزارش کی تھی جناب اسپیکر! کہ کوئٹہ شہر اور گرد و نواح کو پینے کا صاف پانی فراہم کرنے کی غرض سے 7 ارب سے زائد لاگت کا ایک بڑا منصوبہ Quetta Water Supply Project کے نام سے شروع کیا گیا۔ جس میں شہر کے دیگر علاقوں کے علاوہ حلقہ نمبر 25 کی یونین کونسل جس میں کوتوال، نواں کلی، کلی عمر، شیخ ماندہ، خیزی، سمنگلی اور ان سے ملحقہ علاقے شامل ہیں۔ پانی کی Pipelines بچھائے گئے لیکن تاحال ان یونین کونسلوں اور ان سے ملحقہ علاقوں کو پینے کا پانی فراہم نہیں کیا جا رہا ہے، علاوہ ازیں یہ بھی طے پایا تھا کہ تکتو کے دامن میں بھی مزید bore لگائے جائیں گے لیکن اب تک مذکورہ علاقے میں حسب ضرورت bore نہیں لگائے گئے ہیں جس کی وجہ سے لاکھوں افراد پانی کی ایک ایک بوند کو ترس رہے ہیں نیز عوام کی بنیادی ضروریات کو پوری کرنا حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے اس طرح اربوں روپے کی رقم کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ کوئٹہ شہر اور گرد و نواح اور حلقہ 25 کی یونین کونسل جس میں کوتوال، نواں کلی، کلی عمر، شیخ ماندہ، خیزی، سمنگلی اور ان سے ملحقہ علاقے شامل ہیں جہاں پانی کے pipe بچھائے گئے ہیں پانی کی فراہمی کو جلد از جلد یقینی بنایا جائے۔ اب جناب! اگر ایک قرارداد اسمبلی کی اتنی بے توقیری ہے کہ دو سال میں اس قرارداد پر حالانکہ یہ قرارداد President of Pakistan کو بھی پہنچی ہے سینٹ کے چیئرمین کو بھی یہاں تک کہ تمام departments کو دیا گیا ہے۔ جناب اسپیکر! اسمبلی کی بے توقیری نہ کی جائے، چونکہ آپ custodian ہیں اور محترم منسٹر صاحب اس وقت اس محکمے کے ذمہ دار ہیں، میری پہلی گزارش تو یہ ہوگی کہ action لیا جائے جن لوگوں نے اس کو نظر انداز کیا جس سطح پر نظر انداز کیا ہے اُن کے خلاف انکوائری کی جائے اور اس قرارداد کی منظوری کا من و عن حکم جاری کیا جائے۔ بہت شکر یہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: میرے خیال میں یہ question کمیٹی کو دے دیا۔ آپ لوگ بیٹھ کر اُس پر discussion کر لیں۔

وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا: جناب اسپیکر! سوال کا جواب جمع نہیں ہے، میں معذرت چاہتا ہوں اس کو اگلے اجلاس کے لیے رکھ لیں۔

جناب اسپیکر: ایسا کریں Question No. 392۔۔۔۔

وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا: سارے معاملے پر ہم ایک meeting بلا لیں گے جو بھی مسئلے مسائل ہیں اُن کو۔۔۔۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: ڈمٹر صاحب! میرے خیال میں دوسرے سوال کا جواب کچھ یوں ہے جب عجیب صاحب و اس کے MD تھے تو ان ٹیوب ویلز کا اُن کو پتہ ہے کہ وہ functional ہیں، چل رہے ہیں دشت میں لگے ہوئے گیارہ ٹیوب ویلز ہیں۔ اُس وقت انہوں نے ایک meeting میں یقین دہانی بھی کروائی، آپ بھی بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے کہا تھا کہ تین ماہ میں ان کا پانی ہم سر یاب تک پہنچائیں گے، یہ ٹیوب ویلز اب بھی چل رہے ہیں وہاں کے مقامی زمیندار ان کو استعمال بھی کر رہے ہیں۔ تو ہم چارہ ہیں اس دفعہ جہازیب صاحب نے بھی کہا نئے جو آپ کے MD ہیں بہت جلد اس کا پانی سر یاب تک آئے گا، pipe بچھے ہوئے ہیں جس طرح ملک صاحب نے کہا کہ وہ جو پُرانے 7 ارب روپے کے جو pipes جو انہوں نے بچھائے ہیں صرف اس کو connect کرنے کا مسئلہ ہے، میں نے کہا یہ جو گیارہ ٹیوب ویلز ہیں ان کا۔۔۔

جناب اسپیکر: ملک صاحب! ایسا کریں کہ باقی بھی کر رہے ہیں اس کو بھی اُسی کمیٹی میں discuss کریں۔ وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا: ایک meeting بلا لیں progress ہم دے دیں گے آپ کو update کر دیں گے انشاء اللہ۔

جناب اسپیکر: جو قرارداد ملک نے پیش کی اُس کو بھی اُسی کمیٹی میں دیکھ لیں کہ اس میں کیا مسئلہ ہے۔ وقفہ سوالات ختم۔

توجہ دلاؤ نوٹسز

جناب اسپیکر: ملک سکندر خان ایڈووکیٹ صاحب، قائد حزب اختلاف آپ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت کریں۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): بہت شکر یہ جناب اسپیکر! مُحَمَّدٌ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، جناب توجہ دلاؤ نوٹس یہ ہے کہ وزیر تعلیم کی توجہ ایک اہم مسئلے کی جانب۔۔۔

جناب اسپیکر: منسٹر ایجوکیشن ہیں نہیں۔

قائد حزب اختلاف: میں محکمہ تعلیم کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کروائیں گے کہ کمیونٹی اسکولز میں سال 2007ء کے دوران عارضی بنیادوں پر تعینات کردہ 9 سو کے قریب اساتذہ 13 سال کے ایک طویل عرصہ گزارنے کے باوجود تاحال مستقل نہیں کیے گئے ہیں ان کو مستقل نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں تفصیل فراہم

کی جائے۔

جناب اسپیکر: چیف منسٹر جام صاحب! میں نے آپ کو پہلے بھی، اس میں یہ آیا تھا منسٹر صاحب موجود نہیں تھے، آج پھر موجود نہیں ہیں تو۔۔ ایجوکیشن منسٹر۔۔ پچھلے اجلاس میں موخر کر دیا اب دوبارہ۔

قائد حزب اختلاف: بہت بہت شکر یہ اگر بحال ہوئے ہیں اگر نہیں ہوئے تو میرے پاس ان کی درخواست آئی ہے، اس پر میں نے قرارداد بھی پیش کی تھی وہ منظور بھی ہوئی پھر اُس کے بعد یہ process بھی رہا اور 30 ستمبر کو سیکرٹری ایجوکیشن کو یہ لکھا بھی گیا کہ اس پر فوری طور پر کارروائی کی جائے۔

جناب اسپیکر: ابھی دیکھتے ہیں منسٹر صاحب بحال ہوئے ہیں اگر وہ یہی پر ہیں تو وہ آجائیں گے۔ جب تک رخصت کی درخواستیں پڑھتے ہیں۔ House کو جب تک چلاتے ہیں۔ جناب نصر اللہ خان زیرے صاحب رکن صوبائی اسمبلی اپنا توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت کریں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: thank you جناب اسپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب یہ مسئلہ خود سن لیں، اگر ہاؤس میں جب Chief Minister صاحب آتے ہیں تو وہ اسمبلی میں سن لیں۔ میں وزیر برائے محکمہ بلدیات کی توجہ ایک اہم مسئلے کی جانب مبذول کرواتا ہوں کہ لوگوں نے کوئٹہ شہر و اطراف میں ڈیری فارمز قائم کیے ہیں جس کی گندگی اور بدبو سے علاقہ مکینوں کو سخت مشکلات کا سامنا ہے حکومت نے ان ڈیری فارمز کو کوئٹہ شہر سے باہر منتقل کرنے کے لیے اب تک کیا اقدامات کیئے ہیں تفصیل فراہم کی جائے۔

جناب اسپیکر: جی منسٹر صاحب تو نہیں ہیں، وزیر اعلیٰ صاحب کیوں بولیں۔ مٹھا خان صاحب! اُردو میں بات کریں تاکہ پتہ چلے۔

جناب مٹھا خان کا کڑ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ لائیو اسٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ و ماحولیات): اس سلسلے میں حکومت نے ایک proposal بنایا ہوا ہے، کوئٹہ کے جتنے بھی ڈیری فارم ہیں ان کو ہم نے باہر shift کرنا ہے۔ وہاں ہم نے ایک system بنایا ہوا ہے۔ جتنے بھی ڈیری فارم ہیں وہ باہر شفٹ ہونگے انشاء اللہ۔ جیسے ہی وزیر اعلیٰ صاحب approval دیں گے وہ ہم باہر shift کر دیں گے۔

میر یونس عزیز زہری: جناب اسپیکر صاحب، مٹھا خان صاحب ہمیں یہ بتائیں گے کہ کہاں shift کریں گے ڈیریز، زمین کس سے لی ہے، livestock کی اپنی زمین ہے اُس میں shift کرنا ہے یا کہیں اور باہر shift کر رہے ہیں تو ہمیں بتادیں۔

جناب محمد مبین خان خلجی (پارلیمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ انرجی و QDA): یہ کوئٹہ شہر کے بارے میں ایک

اہم مسئلہ ہے اور جس طرح انہوں نے فرمایا ہے کہ کوئٹہ شہر کے اندر جس طرح ڈیریاں ہیں اس میں QDA اور مٹھا خان صاحب کے department کے لوگ انہوں نے joint meeting کی تھی اور Court کے بھی order تھے کہ ان کو وہاں shift کیا جائے۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ QDA نے اُس کے لیے ایک زمین لے رکھی تھی جس پر اُن کو پلاننگ کر کے دی بھی جا رہی تھی تو اُس کے اوپر ڈیری والوں نے کہا کہ آپ rate دیں ہمیں تو QDA کی Governing body ہے انہوں نے ایک rate بھی مختص کیا اور اُس کے بعد جب وہ rate اُن کو دیئے گئے تو انہوں نے اُس rate کو challenge کرنے کے لیے court میں چلے گئے کہ آپ ہمیں شہر سے نکال رہے ہیں تو یہ rate بہت زیادہ ہیں۔ تو جان بوجھ کر وہ اس کو لمبا کرنا چاہتے ہیں اگر آپ کہیں تو Joint meeting رکھ لیں اُس میں کوئٹہ شہر کے ممبران اور QDA اور livestock کے، ہم ایک فیصلہ کر کے وہ آپ کو پیش کر دیں گے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: میں چیئرمین صاحب کا ممنون ہوں کیوں کہ اس سلسلے میں بہت serious issue ہے کوئٹہ شہر even یہ پورا عین شہر کے وسط میں یہ قائم ہے میرے حلقہ انتخاب میں ہے باقی حلقوں میں ہے تو انہوں نے جو یہ کہا ہے کہ اس سلسلے میں جو ایک meeting بلا لیں QDA کے Administrator صاحب ہوں DG Livestock ہوں منسٹر صاحب بھی آجائیں ہم کوئٹہ کے MPAs بھی آئیں گے تاکہ اس issue کو ہم solve کر لیں۔

جناب اسپیکر: اس میں ایسا کریں کہ concern Miniter اور اس کی Meeting بلا کے اس میں دیکھیں کہ کہا پر feasible لگتا ہے اُسکو۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: Thank you۔ میں ایک point of order پر ہوں، بہت ضروری Issue ہے اگر آپ مجھے اجازت دے دیں؟
جناب اسپیکر: ابھی دوسرا توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔
جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: توجہ دلاؤ نوٹس کے بعد۔ ملک سکندر صاحب آپ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس۔ منسٹر صاحب آگئے ہیں۔
قائد حزب اختلاف: Thank you جناب اسپیکر! میری گزارش تھی کہ منسٹر صاحب تشریف لائے ہیں، کہ وزیر برائے محکمہ تعلیم کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف مبذول کروانا ہوں کہ Community Schools میں سال 2007ء کے دوران عارضی بنیادوں پر تعینات کردہ 900 کے قریب اساتذہ تیرا سال کا

ایک طویل عرصہ گزرنے کے باوجود تاحال مستقل نہیں کیے گئے ہیں۔ ان کو مستقل نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟
تفصیل فراہم کی جائیں۔ جناب اسپیکر! اس میں جواب تو۔۔۔۔
جناب اسپیکر: تفصیل سے دیا ہے اس میں۔

قائد حزب اختلاف: لیکن اُس کے ساتھ تو میں یہ عرض کرونگا کہ اس ضمن میں 4 جنوری 2019 کو August House نے ایک قرارداد منظور کی "ہر گاہ کہ بلوچستان میں تعلیمی معیار کو مزید بہتر بنانے کی غرض سے کمیونٹی سکولز کا قیام عمل میں لایا گیا ہے ان میں اب تک 40 ہزار کے قریب طلباء زیر تعلیم ہیں لیکن 2007 سے Contract کی بنیاد پر تعینات اساتذہ ایک طویل عرصہ گزرنے کے باوجود تاحال مستقل نہیں کئے گئے جس کی وجہ سے ان طلباء کی تعلیم متاثر ہونے کا خدشہ ہے لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ Community میں Contract کی بنیاد پر 1786 اساتذہ کو فوری طور پر مستقل کرے تاکہ کمیونٹی سکولز میں زیر تعلیم طلباء اپنی تعلیم جاری رکھ سکیں" ایک تو گزارش جناب اسپیکر!۔۔۔ (اذان مغرب کیلئے خاموشی اختیار کی گئی) جناب اسپیکر! ابھی ابھی Education Department کی طرف سے محترم سردار صاحب کی طرف سے یہ جواب آگیا، اس میں Nothing ایک فیصلہ انہوں نے CP No. 583 of 2017 کا حوالہ دیا جہاں شاید Technical بنیادوں پر یہ petition اُس وقت dismiss ہوئی اور جو petitioners ہیں انکو جرمانہ کیا گیا۔ لیکن 2017 کے بعد till date اب وہ تنخواہیں بھی لے رہے ہیں ابھی ایک دو، ان میں سے Balochistan Education Foundation کی طرف سے ایک دو اساتذہ کو ایک male ہے ایک female انکو terminate کیا ہے باقی as it is ابھی تک اپنی duty perform کر رہے ہیں تو اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس قرارداد کی روشنی میں اور even otherwise humanitarian grounds پر آپ کو ضرورت تھی آپ نے ان تمام اساتذہ کو رکھا، 533 سکولز آپ نے ان کے ذریعہ آباد کئے اور تقریباً 255 سکولوں کی buildings بھی Community Schools کے نام سے بنی ہوئی ہیں اور اب all of sudden اگر آپ انکو اس طریقے سے روکیں گے میں سمجھتا ہوں کہ بے انصافی بھی ہوگی تو میری گزارش یہ ہے کہ اب یہ اساتذہ جو 2007 سے service میں ہیں جناب اسپیکر! اب تک وہ overage بھی ہو گئے ہیں بچوں کے والدین بھی ہونگے اور اسی طریقے سے کہیں دوسری جگہ جائیں گے تو یہ کہیں بھی نہ appoint ہو سکیں گے نہ کسی جگہ وہ job کر سکیں گے اب اس عمر میں ان کو بھیک مانگنے پر مجبور نہ کرنے کے بجائے۔۔۔۔

جناب اسپیکر: منسٹر صاحب سے اس حوالے سے جواب لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف: میں گزارش کرونگا سردار یار محمد صاحب سے بھی C.M صاحب سے بھی اور جناب سے بھی کہ یہ اس طرح کا ظلم کسی بھی صورت میں نہیں ہونا چاہیے، اتنے اساتذہ کو، اسی طرح جناب اسپیکر! یہ 195 ملازمین ہیں 13 تحصیلوں میں 2011 میں 195 ملازمین کو مختلف تحصیلوں میں Training کیلئے رکھا کہ جی یہ ان کو project یہ بنایا گیا vocational training Center کے نام سے اب ان کیلئے بھی ایک مسئلہ بنا ہوا ہے ان کی تنخواہیں بھی بار بار روک دی جاتی ہیں پھر اسی طرح CTSP جو ایک مستند ادارے سے اُنکے جو results آئے ہیں جو کچھ Districts میں تو وہ appoint ہوئے ہیں اور کچھ Districts میں appoint نہیں ہوئے ہیں تو ایک پوری ترتیب آئی ہے جب پورا result آیا ہے تو میری گزارش یہ ہوگی کہ انکو بھی جتنے بھی جو اُنکے result کے مطابق purely merit پر ہے merit پر اُنکو appoint کیا جائے کافی عرصہ انکا ہو گیا ہے اسی طرح Metro Employees Union احتجاج پر بیٹھی ہوئی ہے ان کے مطالبہ کسی کو بھجوا کے یا وزیر بلدیات تشریف فرما نہیں ہیں نا تو میں ان سے بھی گزارش کرتا ہوں اب Finance Minister صاحب تشریف فرما ہیں وہ احتجاج پر بیٹھے ہیں تو اس طرح کے لوگوں میں بے چینی، بے کراری پیدا کرنے کے بجائے ان لوگوں کے مسائل حل کیے جائیں۔

جناب اسپیکر: جی منسٹر صاحب سے سنتے ہیں جو Main توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔ جی سردار صاحب۔

سردار یار محمد رند (وزیر محکمہ تعلیم): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ایتاک نعبد و ایتاک نستعین۔ جیسا کہ ہم نے written جواب دیا ہے معزز رکن کو کہ یہ ایک NGO اور Community کے درمیان ایک معاہدے کی شکل میں ہم نے Schools کھولے جس کو ہم Community Schools کہتے ہیں۔ یہ گورنمنٹ آف بلوچستان کے employees نہیں ہیں یہ جناب اسپیکر! یہ Balochistan Education Foundation کے یہ ایک NGO ہے جس کے تحت یہ اُنکے ساتھ مل کے یہ کام کرتے ہیں۔ اچھا سراسر! اس کی basic جو ہے اس کی وہ یہ تھی کہ وہاں پر ہم مل کے Community اور ایک NGO جو ہے وہ مل کے اُنکو pay دے دیتی تھیں۔ Community اس چیز کی پابند تھی کہ وہ School کیلئے building دیں اور وہاں ہی ہم ایسے ایک بچے کو employee کریں جو within 2 kilometer اُس premises کے جو اسکول premises ہے اُس کے ساتھ اُس کا گھر ہونا چاہئے یا اُس کی رہائش ہونی چاہیے۔ اب یہ ہے کہ اگر ہم یہاں سے employee کرتے ہیں لوگوں کو تو کل Community ہمیں کہے گی کہ ہم اسکول نہیں

دیتے ہم responsibility نہیں دیتے، ہم نہیں لیتے آپ جانے آپ کا teacher جانے ہم آپ کے ساتھ تعاون کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں تو یہ جو World Bank نے ہمارے ساتھ ایک معاہدہ کیا ہے اور In written جس کی ہم نے کاپی بھی بھجوا دی ہے تو یہ ہمارے لئے میرے خیال میں یہ جو ہماری اسکیم ہے یہ غیر فعال ہو جائے گی کیونکہ NGO نے ایک مختصر Time کیلئے ہمیں funding کی پھر یہ file اُس وقت کے Chief Minister صاحب کے پاس move کی گئی اور میرے خیال میں کہ اُس وقت کے چیف منسٹر صاحب نے اس سے agree نہیں کیا اور disagree کر کے وہ file واپس بھجوا دی ابھی بھی میرے خیال میں ہم چاہتے ہیں کہ لوگوں کو Jobs ملیں اور ابھی آج ہی کوئی دو گھنٹے پہلے اس گورنمنٹ نے چار ہزار لوگوں کو employee کیا ہے اور ہم نے آخری جو 31 districts ہیں اُن کے تقریباً ہم نے complete کئے ہیں دو ڈسٹرکٹس ہمارے رہتے تھے اُن کو بھی انشاء اللہ ہم orders کر دیں گے جیسے جیسے کیونکہ کچھ hurdles ہمیں پیش ہو رہی تھی، آرہی تھی تو معزز عدالت نے ہمیں بڑا support کیا اور اُنہوں نے گورنمنٹ آف بلوچستان کو یہ Order کیا کہ DC within time frame, Commissioner جن جن کے پاس اپیلیں ہیں۔ وہ فوراً within 30 days ہمیں final کر کے ہمیں بتادیں، وہ جیسے جیسے final کرتے جارہے ہیں اور ہم اُن کے orders کرتے جارہے ہیں آج بھی کوئی چار سو ساڑھے چار سو کے قریب ہم نے اُن کو Orders دیئے ہیں اور تقریباً چار ہزار لوگوں کو ہم employee کر چکے ہیں۔ تو انشاء اللہ جیسے ہی Time ہوتا جائے گا جو ہمارے اساتذہ ہیں جو temporary Hire کئے گئے ہیں اگر یہ جیسے Jobs نکلتی ہیں اُس میں یہ apply کرتے ہیں جن میں قابلیت ہے اہلیت ہے تو ہم اُن کو priority بھی شاید دے دیں، کوشش کریں گے ہمارا قانون تو یہ نہیں کہتا مگر پھر بھی ہم کوشش کریں گے کہ جوئی employment ہو رہی ہے اُن میں ہم ان کو adjust کریں تو میری معزز رکن سے یہ request ہے کہ اس وقت ہمارے لئے ان کو چلانا، کیوں کہ بجٹ آرہا ہے C.M صاحب بیٹھے ہوئے ہیں معزز رکن بھی بیٹھے ہوئے ہیں اگر ہمیں اس کیلئے علیحدہ سے fund allocate کیا جائے تو ہمیں اعتراض نہیں ہے البتہ اس NGO کے Through کیونٹی کے through ہم یہ سکول چلا نہیں سکتے کیونکہ کہ کمیونٹی نے اگر ہمیں جواب دے دیا تو پھر ہم کس طرح اس اسکول کو چلائیں گے؟ مگر میں یہ کہوں کہ یہ ایک اچھا ideal ہے ایک اچھی سوچ ہے ایک تو وہاں جو local لوگ ہیں ان کو روزگار ملتا ہے اُن کو Jobs ملتی ہے اور پھر یہ پوری Community اُس کے ساتھ in touch ہو جاتی ہے اور education

Department کے ساتھ تو میں یہ چاہوں گا اور یہ کہ معزز رکن نے اس پر جو سوال کیا ہے اگر وہ مناسب سمجھے تو ہم نے انکو request کی ہے کہ کمیونٹی کے خدشات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے تعاون کو مدنظر رکھتے ہوئے اس پر insists نہ کریں۔

محترمہ شکیلہ نوید نور قاضی: جناب اسپیکر؟

جناب اسپیکر: جی آپ بول نہیں سکتی ہیں۔ جی ملک سکندر صاحب۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): سردار صاحب کی توجہ۔ میں گزارش صرف یہ کرونگا کہ تھوڑی سی اس بات کے بارے میں وہ اپنی تحقیقات کریں Department سے اپریل 2015 میں یہ فیصلہ ہوا ہے میرے پاس documents ہیں سردار صاحب اپنے department سے منگوا لیں گے کہ چونکہ بلوچستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے تحت قائم کمیونٹی اسکول حکومت بلوچستان کی طرف سے منظور شدہ ہیں ان کو بھی BEMIS, I don't know اس کے کیا مخفف ہے Code بھی جاری کیا گیا ہے تو اب اتنے عرصے کے بعد جب آپ فرما رہے ہیں اپنی فراخ دلی کا ثبوت دیا کہ وہ they should، آئیں interview میں attempt کریں لیکن وہ اب انکی یہ position نہیں ہے 2007 سے آپ دیکھ لیں 13 سال ہر ایک individual کی service کو ہوئے ہیں۔ اب وہ 43 سے بھی above ہوگا کچھ ان میں سے 50 کے ہونگے کچھ 45 کے ہونگے اب ان سے متعلق ہزاروں خاندان ہیں ہزاروں لوگ ہیں جن کا total دارومدار ان کی تنخواہوں پر ہے اب وہ فاقہ کشی کریں گے دوسرا ان کیلئے کوئی راستہ نہیں ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک legal position ہے انکو 2008 میں انکے بارے میں سوچنا چاہیے تھا 2009 میں 2010 میں اب ”دیر آید درست آید“ اس وقت انکو نہ نکالا جائے انکو regular نہیں کیا جائے تو یہ بے انصافی ہے یہ میں گزارش کرونگا۔

جناب اسپیکر: جی منسٹر صاحب۔

وزیر محکمہ تعلیم: شکر یہ اسپیکر صاحب! جیسے کہ میں نے آپ سے کہا کہ آج بھی چار سو کے قریب CTSP کے through جن جن candidates نے apply کی تھی interview دیا تھا آج ہم نے ان کو اسناد تقسیم کیے ہیں۔ اور majority بلوچستان کے districts کو ہم already دے چکے ہیں۔ اب یہ وہ 4 ہزار jobs ہیں جو عارضی طور پر تھیں ہم ان کو different طریقے سے چلا رہے تھے تو گورنمنٹ آف بلوچستان نے اُس کے لیے 4 ہزار teachers کی allocation دی اور ہمیں یہ اختیار دیا کہ ہم جا کے ایک testing

company کے through اُن کے interview کریں اور اُن لوگوں کو ہم جا کے permanent employment دیں۔ اچھا سر! بہت ساری جگہ اب ہمارے ہاں یہ روایات ہو چکی ہیں کہ جس کو بھی temporary job دی جاتی ہے یا اُن کو adjust کیا جاتا ہے اس لیے کہ جب تک پوری formalities نہ ہوں test نہ ہو اُس کے معیار کا، اُس کی اہلیت کو test نہ کیا جائے صرف اس لیے کہ ہم نے ایک دفعہ اُن کو بھرتی کر لیا ہے۔ وہ مجبوری کے تحت کیا جاتا ہے ایمر جنسی میں کیا جاتا ہے۔ اور لوگوں کو relief دینے کے لیے کیا جاتا ہے۔ تو میرے خیال میں یہ جو 4 ہزار jobs ہم نے دی ہیں اُس کے علاوہ سر! یہ میں آپ کی خدمت میں request کر رہا ہوں۔ کہ جن کو ہم ابھی تک دے چکے ہیں۔ ابھی اُس کے علاوہ بھی ہمارے پاس کافی 183 کے قریب ہیں وہ بھی کچھ دنوں میں ہم announce کرنے والے ہیں۔ سر! یہ وہی jobs ہیں انہی community schools میں جہاں temporary ہم نے لوگوں کو employment دی ہوئی تھی اُن کو بھرتی کیا ہوا تھا مگر وہ ہوتا ہے ایمر جنسی basis پر نہ اُن کے ٹیسٹ کیے جاتے ہیں نہ اُن کی education کے صحیح معیار کو ناپا جاتا ہے۔ نہ اُن کو دیکھا جاتا ہے تو اب بھی ہم یہ کہیں گے کہ انشاء اللہ جہاں جہاں یہ community schools بنائے گئے ہیں ہم اُن کو بند نہیں کریں گے۔ مگر ہم یہ ضرور دیکھیں گے کہ کہاں کہاں جہاں زیادہ ضرورت ہے انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے کہ اُن کو کسی نہ کسی طریقے سے بیٹھ کر community کے ساتھ اُس کو adjust کریں۔

محترمہ شکیلہ نوید نور قاضی: میں اس پر بولنا چاہوں گی۔

جناب اسپیکر: آپ اس پر بول تو نہیں سکتی ہیں۔ کس پر لیکن آپ اس کے لیے دوبارہ لائیں کیوں کہ جو توجہ دلاؤ نوٹسز جو دیتے ہیں وہ صرف وہی بول سکتے ہیں۔ بعد میں آپ اس پر point of order میں بات کریں۔ جی رخصت کی درخواستیں پڑیں۔

رخصت کی درخواستیں

جناب سیکرٹری: سردار محمد صالح بھوتانی صاحب کو بیٹھ سے باہر ہونے کی بنا آج اور 4 فروری کی نشستوں میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب سیکرٹری: سردار عبدالرحمن کھیتران صاحب کو بیٹھ سے باہر ہونے کی بنا آج اور 4 فروری کی نشستوں میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب سیکرٹری: میر عمر خان جمالی صاحب نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب سیکرٹری: حاجی محمد نواز خان کا کڑ صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب سیکرٹری: محترمہ فریدہ بی بی صاحبہ کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گی۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب اسپیکر: جی میڈم کو پہلے دیتے ہیں پھر۔

محترمہ شکیلہ نوید نور قاضی: جی point of order سردار صاحب minister education یہاں بیٹھے ہیں اُن کی توجہ ایک اور مسئلے کی طرف مبذول کروانا چاہو گی۔ جیسے سردار صاحب نے communities schools کی بات کی اسی طرح global partnership کی طرف سے جو schools کھولے گئے تھے بلوچستان میں 725، اسپیکر صاحب! اس کو نہایت توجہ سے سننے کی ضرورت ہے۔ کیوں کہ یہ schools as for the criteria of government of Balochistan شروع میں 2 ہزار تھے پھر کسی project director نے اپنی کرپشن کے لیے باقاعدہ ان کو buildings دیے۔ 725 buildings بنائیں ہر building کی اس وقت آپ اگر estimated cost لگائیں تو 70 لاکھ سے لے کر 1 کروڑ تک ایک building انہوں نے بنوائی اپنے کمیشن کے لیے۔ اُس کے بعد تقریباً 1500 کے قریب 725 teachers اسکول جو پرائمری کھولے گئے 100 کے قریب پرائمری ٹوڈل کیے گئے۔ اور پھر 50 کے قریب ڈل ٹو ہائی اسکول ہوئے۔ upgradations بھی اس میں ہیں۔ انہوں نے ان تمام teachers کا باقاعدہ NTS test لیا پھر اُس کے بعد باقاعدہ contract پر رکھا گیا۔ ان کو six months salaries نہیں مل رہی ہے۔ ہر اسکول میں اگر آپ ایک اسکول کے بچوں کی تعداد نکالیں اس وقت جناب اسپیکر اور minister صاحب بھی موجود ہیں تو تقریباً لاکھوں کی تعداد میں اس وقت جو بچے ہیں وہ

ان اسکولز میں enrolled ہیں۔ اگر ہم یہ 1500 teachers کو نکال دیتے ہیں جو اس وقت سراپا احتجاج ہیں اپنے بچوں کے ساتھ آپ اور سردار بابر موسیٰ خیل صاحب بھی ان کے پاس گئے تھے۔ اگر یہ ہم 1500 teachers کو نکال دیتے ہیں تو وہ 15 سو teachers صرف نہیں ہیں۔ آپ کے بلوچستان کے 4 سے 5 لاکھ کے قریب بچے ہیں جن کو ہم out of school کر رہے ہیں drop out۔ آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ کیوں کہ وہ ایک NGO نے دیے تھے سردار صاحب! NGO ایک approval کے ساتھ آتی ہے۔ آپ کا ایک department ہے جسے P&D کہتے ہیں۔ P&D میں باقاعدہ فوراً جتنے بھی donors ہیں ان کے لیے باقاعدہ آپ کا ایک department بنا ہے، جتنے بھی donors پیسے لے کر آتے ہیں باقاعدہ وہ اُس کو deal کرتا ہے۔ MOU sign کرتا ہے۔ لوگوں کو آپ deploy کرتے ہیں آپ jobs دیتے ہو۔ NTS کی مد میں 4,5 سال وہ وہاں پر اپنے services deliver کر رہے ہیں۔ جہاں تک boarding کی بات کی ہے۔ Balochistan education management کی information system آپ کی directorate میں باقاعدہ ایک ذمہ دار یہ آپ کا department ہے۔ جب کبھی آپ کے کسی بھی اسکول کو BEMIS code الاٹ کیا جاتا ہے۔ تو its mean that is the property of government of Balochistan. کسی NGO کا نہیں رہتا نمبر 1 اس کو ہم ذرا clarify کریں۔ جب آپ (BEMIS) کو ڈے دیتے ہیں۔ اُس اسکول کے enrollment کی گورنمنٹ show کرتی ہے۔ دیکھیے اسپیکر صاحب اس میں سب سے پہلے میں یہ کہتی ہوں کہ جو ہمارے lacking point میں سردار صاحب کو بھی توجہ دلا رہی ہوں کہ آپ نے GPA کے اگر 1500 teachers کو بے روزگار کیا، آپ نے چار سے پانچ لاکھ بچوں کو out of school کر دیا آپ کا اپنا جو mechanism ہے وہ آپ کا clear نہیں آپ کا جو foreign school department donors کو deal کر رہا ہے P&D پھر وہ کس لیے بیٹھا ہوا ہے why he is doing MoUs with donors اب اُس کے بعد آپ (BEMIS) بھی الاٹ کرتے ہیں۔ آپ claim کرتے ہیں گورنمنٹ آف بلوچستان کو کہ یہ پانچ، چھ لاکھ بچے ہمارے enrollment میں ہیں۔ تو اس کا مطلب ہے کہ آپ صرف ان 1500 teachers کو نہیں نکال رہے ہیں آپ بلوچستان کے پانچ لاکھ بچوں کو out of the school کر رہے ہیں۔ تو اس میں قصور وار وہ donors بھی نہیں ہیں۔ اس میں total قصور وار گورنمنٹ ہی ٹھہرے گی جچھلی ہو یا چاہے موجودہ ہو۔ تھوڑا سا اس کے mechanism

کو بھی review کرنے کی ضرورت ہے یہ آپ کا foreign aid جو بیٹھا ہوا ہے P&D میں پھر وہ کیا کر رہا ہے وہ کیوں MoUs کرواتا ہے donors کے پیسے لیتا ہے اور ایک ایک کروڑ کی بلڈنگ جو آپ لوگوں نے دی ہے اس کا مطلب کے وہ بلڈنگ بھی آپ کی ضائع گئی۔ جو زمین آپ کو گورنمنٹ کے نام پر الاٹ بھی کر دیے community نے۔ سردار صاحب آپ گئے تھے تو please آپ اس پر تھوڑی سی روشنی ڈالیں۔

جناب اسپیکر: جی سردار صاحب۔

سردار یار محمد رند (وزیر محکمہ تعلیم): جناب اسپیکر! سب سے پہلے تو میرے خیال میں جو محترمہ ہماری ممبر ہیں ان کو تھوڑا سا wait کر لینا چاہیے تھا۔ کہ CM صاحب آجاتے تو question کو تھوڑی دیر تک defer کروا لیتے تو بہت بہتر ہوتا۔

جناب اسپیکر: question نہیں ہے یہ point of order ہے۔

وزیر محکمہ تعلیم: تھوڑی دیر پہلے آپ نے دیکھا ہوگا۔ کہ میں نے بولنے کے لیے request کی تھی آپ سے اور پھر جیسے CM صاحب اٹھ گئے میں نے وہ اپنی request واپس لے لی۔ پہلے تو میں CM صاحب کے حوالے سے بات کر لوں۔

جناب اسپیکر: ایسا کریں میڈم! توجہ دلاؤ نوٹس لے آئیں تاکہ منسٹر صاحب کو بھی تاکہ اس چیز کا۔ جی

وزیر محکمہ تعلیم: نہیں سر میں جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو۔

جناب اسپیکر: جی بالکل۔

وزیر محکمہ تعلیم: میں اس کے جواب دینے کا پابند نہیں ہوں اس لئے ان کو fresh question دینا چاہئے تھا۔ مگر میں کیونکہ وہ میری بہت محترم ممبر پارلیمنٹین ہے میرا فرض بنتا ہے اگر میرے پاس knowledge ہے۔ تو میں ان کی خدمت میں عرض کروں۔ تو میں اس حوالے سے GPA کے حوالے سے میں جواب دینے کی پوزیشن میں ہوں اگر آپ مجھے اجازت دیں گے۔

جناب اسپیکر: جی جی۔

وزیر محکمہ تعلیم: اچھا سر یہ GPA کا مسئلہ ہے یہ کافی عرصے سے تھا اور اس لئے ایک organisation تھی جو ان کے لئے فنڈنگ کرتی تھی مگر آگے چل کے واقعی اس کے لئے ہمارے ہاں جب بھی agreements ہوتے ہیں projects آتے ہیں یہی تو ایک مسئلہ ہے کہ جو دنیا کا کوئی organisation آکر جب ہمیں فنڈنگ دیتا ہے تو وہی permanent کوئی دنیا کا ایسا ملک ایسے

NGO ایسا organisation ایسے رولز میرے knowledge میں تو کم از کم نہیں ہیں کہ وہ کہیں کہ جی تاحیات یہ 30 سال نوکری بھی کریں گے تو ہم اس لئے فنڈ دینگے جس دن ریٹائر ہونا تو ہم اس کی retirement بھی دینگے آخر میں یہ زندگی بھر اس کا جو میڈیکل ہے وہ بھی دینگے میرے کم سے کم knowledge میں ایسی چیز نہیں ہے محترمہ کے اگر knowledge میں ہے تو مجھے وہ مہربانی کر کے Code کرے تاکہ میں اُس کو دیکھ سکوں نمبر 2 اُس کے علاوہ مجھے اُن سے sympathies ہیں وہ کوئی 14 سو کچھ Teachers ہیں اور اُن کو کافی عرصے سے وہ اس پیشے سے منسلک تھے اور بہت عرصہ ہوا ہے میں خود feel کرتا تھا کہ ان 14 سو 15 سو teachers کو نہیں نکالنا چاہیے مگر ہماری مجبوری تھی ہم نے اُن teachers کی ایک دفعہ file اٹھا کے CM صاحب کی خدمت میں بھیجیں کہ وہ Cabinet میں اس کو Discuss کریں اور ہمیں وہ اس کی اجازت دیں کہ ہم اُن کیلئے اس coming Budget میں ہم اُن کو permanent کرنے کیلئے funds کیلئے request کریں مگر بد قسمتی سے وہ file defer ہو کے CM صاحب سے ہمارے پاس آگئی کہ اس کو رہنے دیں اور اس کو further وہ بند کریں۔ پھر ہم نے ایک اخبار میں دیکھا کہ ایک ہڑتالی Camp وہ یہاں پر لگا ہے اور وہ کافی دن اور اُس وقت یہاں پر ایک لہر تھی سردی کی اور سخت سردی تھی اُس میں کچھ عورتیں اپنے بچوں کے ساتھ خود آگے روڈوں کے اوپر اُنہوں نے رہنا شروع کر دیا، میں ایک لفظ پہلے بھی آپ تھے میں نے کہا تھا کہ وہ میرے لفظ میرے گلے میں پڑ گیا اور کسی نے سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ ایسے ہی میرے اوپر ایک الزام لگ گیا کہ میں نے اپنی ماؤں اور بہنوں کیلئے غلط لفظ استعمال کیا اور وہ اللہ گواہ ہے کہ میرے چار members رکن میرے ساتھ ایک تو گواہ میرے ساتھ بیٹھا ہوا ہے اس کے علاوہ آپ کا وزیر داخلہ بھی تھا تین اور members بھی تھے تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ روڈ پر آگئیں اور روڈ پر آ کے اُنہوں نے strike کی اور وہاں پر اس سردی میں اپنے بچوں کے ساتھ شاید ایک دو کے ساتھ اُن کے بچے بھی تھے تو یہ بات اسمبلی میں آئی اُس وقت بد قسمتی سے میں یہاں موجود نہیں تھا تو ہمارے ڈپٹی اسپیکر صاحب Chair کر رہے تھے تو ہمارے جو ممبران صاحب ہیں انہوں نے کافی اُس مسئلہ پر discussion کی آخر یہ طے ہوا کہ ڈپٹی اسپیکر صاحب خود بھی ملیں گے اور مجھے بھی وہ بتائیں گے یا concern اور جو لوگ ہیں اُن کو بھی بتائیں گے تو میں اور ڈپٹی اسپیکر صاحب! جا کے اُن سے خود ملے اُن سے بات چیت کی اور ہم نے اُن کو اس چیز پر قائل کیا کہ آپ strike سے اُٹھ جائیں یہ آپ لوگوں کیلئے مناسب نہیں ہے آپ بھی ہماری مائیں ہیں بہنیں ہیں آپ روڈوں پر بیٹھے ہوئیں ہیں یہ ہمارے لئے باعث شرم ہے مگر اُن کا

مسئلہ genuine ہے۔ تو میں اور سیکرٹری صاحب ہم دونوں گئے اُس کے بعد میں نے file کو move کیا ہے شکر یہ جناب اسپیکر۔

سید احسان شاہ: جناب اسپیکر point of order میں معذرت کے ساتھ کہوں کسی کی دل آزاری ناہو لیکن وہ تمام کمپنیوں کو approach کر کے کہتے ہیں کہ جس کمپنی سے زیادہ فائدہ ہو اسی سے medicine خریدتے ہیں اور medicine بھی کوئٹہ ایک دفعہ آ کے پھر کوئٹہ سے جناب وہ تربت جائے سب جائے اور لائی جائے یہ عجیب سا نظام ہے پہلے اس پر تجربہ کیا تھا حکومت بلوچستان نے اور بڑا کامیاب رہا سوائے ایک دو districts کے MSD ختم کر دی گئی approved list medicine کی وہی تھی جو MSD تھی۔ لیکن ڈسٹرکٹوں کو پیسے دیئے گئے تھے کمیٹی بنائی گئی تھی purchase خود انہوں نے کیا اور بڑا اچھا رہا۔ parctice بعد میں پھر سیاسی pressure کی وجہ سے ایک دو دوست تھے ان کے کہنے کی وجہ سے دوبارہ MSD قائم ہو گئی تو میں وزیر خزانہ صاحب سے اور حکومت سے گزارش کروں گا کہ آنے والے بجٹ میں وہ اس بات کو دیکھ لیں کہ اگر یہ بہتر system ہے تو اُس کو اپنائیں بجائے اس کے کہ MSD کے چکروں میں پڑے رہے شکر یہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی حمل کلمتی صاحب!

میر حمل کلمتی: جناب اسپیکر میرے دوست نے آج بہت اہم بات کی ہے لیکن جناب اسپیکر ہم دوسروں سے گلہ کیوں کر رہے ہیں ہم سندھ سے گلہ کر رہے ہیں کہ سندھ میں ہمارے لوگوں کو روکا جاتا ہے ان کی insult کی جاتی ہے پیسے لئے جاتے ہیں۔ ہم اپنے صوبے میں تو دیکھیں ہزاروں کی حساب سے چیک پوسٹیں لگی ہوئی ہیں چاہے پولیس ہو، لیویز ہو، FC ہو، کوسٹ گارڈ ہو، ایکسائز ہو، کسٹم ہو، یا FIA ہو سب کہتے ہیں سیکورٹی کے حوالے سے حالات بہتر ہیں پھر بھی سیکورٹی ٹھیک نہیں ہے۔ اب تو ثناء بلوچ نے ریکارڈنگ کر کے دیدی ہے۔ میں روزانہ travelling کرتا ہوں میں پرسوں travelling کر رہا تھا۔ چیک پوسٹوں پر ابھی بھی بھتہ لیا جا رہا ہے۔ آیا میں جب تک ہم خود اپنے گریبان نہیں جھانکیں گے۔ میرے قابل احترام میرے دوست مجھے سے چھوٹے ہیں ضیاء لانگو صاحب انہوں نے اسی floor پر یقین دہانی کروائی تھی۔ کہ اسی چیک پوسٹ پر کوئی پیسے نہیں لے گا۔ چیک پوسٹ لگے ہوئے ہیں لوگوں کی تذلیل بھی ہوتی ہے جناب اسپیکر بالکل چیک پوسٹیں لگائے سیکورٹی سب سے پہلے سیکورٹی لیکن یہ روڈ سے ہٹ کے جو بسنے کے لیے بیٹھے ہوئے ان کو روڈوں سے ہٹا کے پہاڑوں میں سائیڈ پر بٹھا دیں۔

جناب اسپیکر: چلے اس پر 4 تاریخ کو باقاعدہ بحث ہوگا۔ جی ضیاء صاحب اپنا kindly سندھ گورنمنٹ سے رابطہ کریں home department سے کہ اس حوالے سے نہیں point of order نہیں ایجنڈا بہت زیادہ ہے سرکاری نہیں آپ کا اپنا ہے یہ ثناء بلوچ صاحب جی۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! یہ آپ کی اسمبلی سیکرٹریٹ کو آپ کو اور آپ کے سیکرٹری صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ وہ اب انہوں نے اتنی Efficiency دکھائی ہے کہ جس دن اجلاس ہوتا ہے اگلے دو دن کے بعد وہ تمام جو کارروائی ہوتی ہے وہ چھاپ دیتے ہیں (ڈیک بچائے گئے) اس پر میں اسمبلی سیکرٹریٹ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں دوسری بات جناب اسپیکر ایک اہم issue ہے اگر education minister سردار یار محمد رند صاحب اگر آپ order in House کر دیں جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: جی سردار صاحب آپ کی توجہ چاہیے!

جناب نصر اللہ خان زیرے: سردار صاحب! آپ کی توجہ چاہیے۔ ایسا ہے کہ ہمارے کوئی بائیس، پچیس ہمارے medical students کے admissions ہوئے ہیں پنجاب کے king edward medical college جو پاکستان میں top کا medical college ہے علامہ اقبال میڈیکل یونیورسٹی، نشتر میڈیکل یونیورسٹی ملتان میں، فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی ہے، قائد اعظم میڈیکل یونیورسٹی ہے۔ یہ پاکستان میں top میڈیکل کالج ہیں اور ہمارے کوئی بیس، پچیس پوزیشن holders جو FSC میں پہلی پوزیشن میں آتے ہیں ان کا admission وہاں ہوتے ہیں اور 2019 اور 2020 کے ان students کے وہاں Admission ابھی ہو گئے اب وہ جارہے تھے وہاں پر ان کی classes شروع ہو رہی تھی چار دن پہلے یکا یک وہاں پنجاب کی حکومت نے ان کے admission وہاں سے cancel کر کے جو low merit کے کالج ہیں ڈیرہ غازی خان میڈیکل کالج ہے یا کوئی اور میڈیکل کالج ہے وہاں پر ان کے داخلے کر دیئے ہیں۔ اب ظاہری بات ہے ان بچوں نے جن کے admissions ہیں وہاں joining کرنی تھی انہوں نے آج یا کل اب یکا یک ان کے admission cancel ہونا میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے جس طرح ہمارے ساتھ ہو رہا ہے یہ بھی اسی کی کڑی ہے تو میں Minister صاحب سے اگر Finance Minister صاحب، Education Minister صاحب اس حوالے سے فوری طور پر پنجاب حکومت سے رابطہ کریں کہ ان بچوں کی admission آپ نے کیوں reshuffle کیا ہے اور demolish کیوں کیا ہے ان admissions کو؟ شکر یہ۔

جناب اسپیکر: جی؟

جناب ثناء اللہ بلوچ: میں تھوڑا سا add کردوں اس کے ساتھ کچھ اور بھی ہے۔ جناب والا! میرے دوست نصر اللہ صاحب نے جو اس کا ذکر کیا ایک تو اہم مسئلہ ہے۔ کہ جو ہماری merit کی سیٹیں پنجاب میں گزشتہ عرصہ 20,30 سالوں سے جاری تھیں 1970 کے بعد سے انہوں نے پیرافری میڈیکل کالجز میں بیچ دیا ایک تو یہ ہے دوسرا ایک اہم مسئلہ جو ہے ہمارا HEC کی جو ہمیں سیٹیں ملی ہوئی تھیں وہ 1 سو 34 کے قریب تھیں وہ goodwill یہ تھا کہ بلوچستان میں میڈیکل کالجز نہیں تھے تو بلوچستان میں لہذا میڈیکل کالجز کی سیٹیں goodwill کی basis پر HEC نے وہ دیدیں زیادہ تر پنجاب میں میڈیکل کالجز ہیں وہ ابھی جناب والا HEC نے ختم کر دی ہے۔ سینٹ نے 20 جنوری 2020ء کو باقاعدہ ایک Resolution بھی اس پر پاس کیا ہے۔ تو اگر اس پر ظہور صاحب پنجاب حکومت کے ساتھ بات کریں گے۔ تو آپ کو HEC کے ساتھ بھی Higher Education Commission کے ساتھ بھی صوبائی سطح پر بات کرنی ہوگی جو کہ بلوچستان کی قریباً 1 سو 34 کے قریب سیٹیں بنتی ہیں goodwill کی وہ بھی بحال کریں۔ اور جو تیس، بتیس کے قریب جو یہ ہماری merit کی سیٹیں بنتی ہیں۔ پنجاب کے اعلیٰ پائے کے جو میڈیکل کالجز ہیں اس کو بھی بحال کریں تو یہ دو چیزیں ہیں اس کو Government of Balochistan نے HEC کے ساتھ اور Government of Punjab کے takeover کرنا ہے جناب والا شکر یہ۔

جناب اسپیکر: جی منسٹر صاحب!

جناب ظہور بلیدی وزیر محکمہ خزانہ: شکر یہ جناب اسپیکر میرے دوست نے ایک اہم مسئلے کی جانب سب کی توجہ مبذول کرائی ہے وہ بالکل درست فرما رہے ہیں۔ ہماری کچھ میڈیکل کی سیٹیں تھیں جس میں پنجاب کی جو بہترین کالجز تھے ان میں ان کی allocation تھی اور انہوں نے وہاں سے ختم کر کے lower ان کی میڈیکل کالجز میں سیٹیں مختص کی ہیں اس حوالے سے آج جو بچے جن کی nomination ہو چکی ہے وہ میرے پاس آئے ہوئے تھے Secretary Health صاحب نے ایک letter لکھا ہے پنجاب کے Health Secretary کو کہ آپ برائے مہربانی جو ان کی اصل allocation ہے king adward اور فاطمہ جناح میڈیکل انسٹیٹیوٹ میں تو اُس میں دوبارہ retain کریں۔ تو اُس حوالے سے CM ابھی آئیے وہ بھی definitely اپنے counter parts سے بات کر لینگے۔ تو ہماری کوشش ہوگی کہ بلکہ ہماری پوری کوشش ہوگی کہ ہمارے اپنے بچوں کی حق تلفی نا ہو اور دوسری بات جناب اسپیکر جب پچھلے دنوں Prime

Minister صاحب تربت آئے تھے وہاں پر deprived districts کا جو package اعلان ہوا تھا اُس وقت عثمان بزاز صاحب نے جو بلوچستان کی allocation تھی جو مختلف یونیورسٹیوں میں اُن کی سیٹیں مختص تھیں اُن کی کوٹے پر بلوچستان کے کوٹے کو double کیا ہے 1 سو 84 سے لیکر کوئی 3 سو 30 ہے something like that double بنتا ہے کر دیا تو یہ بڑی خوش آئند بات ہے basically جو سیٹیں تھیں وہ 1972ء سے مختص ہوئی اور اُس وقت سے چلی آرہی ہیں 2008ء میں جب یہ سلسلہ آیا تھا آغاز حقوق بلوچستان اور hyp آئی ہوئی تھی تو اس وقت مختلف یونیورسٹیوں سے اور مختلف میڈیکل کالجوں سے براہ راست رابطہ کیا تھا۔ اور بلوچستان کے بچوں کی جو سیٹیں ہیں اُن کا جو کوٹہ اُس کو double کر دیا تھا تو اُس سے double ہو گئی تھی میں اپنے اپوزیشن کے دوستوں کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ جتنا بھی حد تک ممکن کوشش ہو سکتا ہے حکومت بلوچستان اس حوالے سے کوشش کرے گی thank you جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ جناب ثناء اللہ بلوچ صاحب کی جانب سے تحریک التواء نمبر 1 موصول ہوئی ہے قواعد انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 75A کے تحت تحریک التواء نمبر 1 پڑھ کر سناتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ ملک میں پیٹرولیم کی مصنوعات کی قیمتوں میں دو ماہ میں پانچویں بار ہوش ربا اضافہ کیا گیا ہے (اخباری تراشہ منسلک ہے)۔ اور اُس کے بلوچستان جیسے غریب اور معاشی طور پر بدحال صوبے اور اسکے عوام پر یقیناً بڑے اثرات پڑیں گے لہذا اسمبلی کی آج کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری نوعیت کے حامل عوامی مسئلے کو زیر بحث لایا جائے آیا تحریک التواء نمبر 1 کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے؟ جو اراکین اس کے حق میں ہیں وہ اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔ (گنتی کے بعد)

جناب اسپیکر: جی تحریک کو قاعدہ نمبر 2-75 کے تحت مطلوبہ اراکین اسمبلی کی حمایت حاصل ہو گئی ہے لہذا جناب ثناء اللہ بلوچ صاحب آپ اپنی تحریک التواء نمبر 1 پیش کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: شکر یہ جناب اسپیکر میں اسمبلی قواعد انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التواء کا نوٹس دیتا ہوں تحریک یہ ہے کہ ملک میں پیٹرولیم کی مصنوعات کی قیمتوں میں دو ماہ میں پانچویں بار ہوش ربا اضافہ کیا گیا ہے (اخباری تراشہ منسلک ہے) اور اُس کے بلوچستان جیسے غریب اور معاشی طور پر بدحال صوبے اور اسکے عوام پر یقیناً بڑے اثرات پڑیں گے لہذا اسمبلی کی آج کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری نوعیت کے حامل عوامی مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک التواء نمبر 1 پیش ہوئی لہذا تحریک التواء نمبر 1 کو مورخہ 4 فروری 2021ء کی

نشست میں بحث کے لیے منظور کیا جاتا ہے۔

سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔

جناب اسپیکر: بلوچستان ضلعی عدالتوں کا مسودہ قانون مصدرہ 2021 (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2021) کا کیا جانا۔

جناب اسپیکر: وزیر برائے محکمہ ملازمتہائے عمومی نظم و نسق، بلوچستان ضلعی عدالتوں کا مسودہ قانون مصدرہ قانون 2021ء (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2021ء) پیش کریں۔

جناب دینش کمار: میں پارلیمانی سیکرٹری وزیر برائے محکمہ ملازمتہائے عمومی نظم و نسق، بلوچستان ضلعی عدالتوں کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2021ء) پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: بلوچستان ضلعی عدالتوں کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2021ء) پیش ہوا۔

جناب اسپیکر: وزیر برائے محکمہ ملازمتہائے عمومی نظم و نسق، بلوچستان ضلعی عدالتوں کا مسودہ قانون مصدرہ 2021 (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2021) کی بابت تحریک پیش کریں۔

جناب دینش کمار: میں پارلیمانی سیکرٹری، وزیر برائے محکمہ ملازمتہائے عمومی نظم و نسق، کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان ضلعی عدالتوں کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2021) کو قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 اور (2)85 کے تقاضوں سے Exempt قرار دیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی آیا بلوچستان ضلعی عدالتوں کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2021) کو قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 اور (2)85 کے تقاضوں سے Exempt قرار دیا جائے؟

جناب اسپیکر: جو تحریک کے حق میں ہیں وہ کھڑے ہو جائیں۔ آوزیں ہاں

جناب اسپیکر: تحریک منظور ہوئی بلوچستان ضلعی عدالتوں کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2021ء) کو قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 اور (2)85 کے تقاضوں سے Exempt قرار دیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: وزیر برائے محکمہ ملازمتہائے عمومی نظم و نسق، بلوچستان ضلعی عدالتوں کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2021ء) کی بابت اگلی پیش کریں۔

جناب دانش کمار: میں پارلیمانی سیکرٹری، وزیر برائے محکمہ ملازمتہائے و عمومی نظم و نسق کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان ضلعی عدالتوں کا مسودہ قانون مصدرہ قانون 2021ء (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2021ء) فی الفور زیر غور لایا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی آیا بلوچستان ضلعی عدالتوں کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2021ء) کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔ آوزیں ہاں

جناب اسپیکر: تحریک منظور ہوئی بلوچستان ضلعی عدالتوں کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2021ء) فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: وزیر برائے محکمہ ملازمتہائے و عمومی نظم و نسق، بلوچستان ضلعی عدالتوں کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2021ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

جناب دانش کمار: میں دانش کمار، پارلیمانی سیکرٹری، وزیر برائے محکمہ ملازمتہائے و عمومی نظم و نسق کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان ضلعی عدالتوں کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2021ء) کو منظور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان ضلعی عدالتوں کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2021ء) منظور کیا جائے؟ آوزیں ہاں

جناب اسپیکر: تحریک منظور ہوئی بلوچستان ضلعی عدالتوں کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2021ء) کو منظور کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: بلوچستان رائٹ ٹو انفارمیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 02 مصدرہ 2021ء) کا پیش کیا جانا۔ جناب اسپیکر: وزیر برائے محکمہ اطلاعات! بلوچستان رائٹ ٹو انفارمیشن مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 02 مصدرہ 2021ء) پیش کریں۔

محترمہ بشری رند پارلیمانی سیکرٹری: میں بشری رند وزیر برائے محکمہ اطلاعات کی جانب سے بلوچستان رائٹ ٹو انفارمیشن مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 02 مصدرہ 2021ء) پیش کرتی ہوں۔

جناب اسپیکر: بلوچستان رائٹ ٹو انفارمیشن مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 02 مصدرہ 2021ء) پیش ہوا۔

جناب اسپیکر: وزیر برائے محکمہ اطلاعات! بلوچستان رائٹ ٹو انفارمیشن مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 02 مصدرہ 2021ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

محترمہ بشری رند پارلیمانی سیکرٹری: میں بشری رند، وزیر برائے محکمہ اطلاعات کی جانب سے تحریک پیش کرتی ہوں بلوچستان رائٹ ٹو انفارمیشن مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 02 مصدرہ 2021ء) کو قواعد انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 اور (2)85 کے تقاضوں سے Exempt قرار دیا جائے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! میں ذرا یہ کہہ دوں کہ یہ بل یقیناً اچھا بل ہے ہم اس کی حمایت کریں گے رائٹ ٹو انفارمیشن یہ بہت delay تھا لیکن اس میں بہت کچھ شاید کمی ہوگی اس بل کے اندر یہ پورا معزز ایوان بیٹھا ہوا ہے بڑے بڑے لکھے لوگ ہوں گے۔ یہ بل ہمیں کم از کم وہ ضلعی عدالتوں کا تھا، وہ منظور ہو گیا لیکن یہ بل جناب اسپیکر اس کو آپ کمیٹی کے حوالے کر دیں۔ You are the Custodian آپ کے اختیار میں ہے کم از کم ہم اس کو پڑھیں Standing Committee میں بل پڑھ لیں کہ اس میں موجود کیا ہے اب کسی ممبر نے نہیں پڑھا ہے۔

محترمہ بشری رند: دیکھیں رائٹ ٹو انفارمیشن کا بل ہے اس میں کوئی اعتراض کی بات ہے نہیں اس کو exempt قرار دیا جائے ووٹنگ کرا لیں اس کو exempt کرا لیں۔

جناب اسپیکر: جی کیونکہ یہ House کی property ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! یہ اسمبلی کی کارروائی بلڈوز نہ کریں جناب اسپیکر (مداخلت) میں محترمہ سے گزارش کروں گا جناب اسپیکر! آپ کے پاس اختیار ہے نہیں جناب اسپیکر! یہ پوری اپوزیشن بیٹھی ہوئی ہے اس بل کو ہمیں پڑھنا چاہئے۔

جناب اسپیکر: جی ظہور صاحب آپ لوگ خاموش ہو جائیں ظہور صاحب! آپ کیا کہتے ہیں کہ اس کو کمیٹی کے حوالے کریں؟ (مداخلت شور) جی آپ خاموش ہو جائیں لیکن وہ گورنمنٹ ہے majority پر

depend کرتا ہے جی۔

وزیر محکمہ خزانہ: جناب اسپیکر! یہ بڑا اہمیت کا حامل بل ہے بولنے تو دو (مداخلت) جناب اسپیکر! اس میں 2005ء کا جو ہمارا بل تھا اس کو replace کر رہا ہے اور اس میں بہت سی جو ہے improvement لے آئے ہیں (مداخلت) ہاں میں نے پڑھا ہے خود حال بتاتا ہوں اس میں ایک کمیشن بنا دیا ہے جناب اسپیکر

میرے رائے یہ ہے کہ exempt with the majority کو اس پر وٹنگ کرادیں جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی آیا بلوچستان رائٹ ٹو انفارمیشن مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 02 مصدرہ 2021ء) کو قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 اور (2)85 کے تقاضوں سے Exempt قرار دیا جائے؟

جناب اسپیکر: جو حق میں ہیں وہ کھڑے ہو جائیں تحریک کو اکثریت کی حمایت حاصل ہوئی۔ جناب اسپیکر تحریک منظور ہوئی (مداخلت شور) بلوچستان رائٹ ٹو انفارمیشن مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 02 مصدرہ 2021ء) قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 اور (2)85 کے تقاضوں سے Exempt قرار دیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: وزیر برائے محکمہ اطلاعات! بلوچستان رائٹ ٹو انفارمیشن مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 02 مصدرہ 2021ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

محترمہ بشری رند: میں بشری رند وزیر برائے محکمہ اطلاعات کی جانب سے تحریک پیش کرتی ہوں، بلوچستان رائٹ ٹو انفارمیشن مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 02 مصدرہ 2021ء) کو فی الفور ریغور لایا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی، آیا بلوچستان رائٹ ٹو انفارمیشن مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 02 مصدرہ 2021ء) کو فی الفور ریغور لایا جائے؟ آوزیں ہاں

جناب اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان رائٹ ٹو انفارمیشن مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 02 مصدرہ 2021ء) کو فی الفور ریغور لایا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: وزیر برائے محکمہ اطلاعات! بلوچستان رائٹ ٹو انفارمیشن مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 02 مصدرہ 2021ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

محترمہ بشری رند پارلیمانی سیکرٹری: میں وزیر برائے محکمہ اطلاعات کی جانب سے تحریک پیش کرتی ہوں کہ بلوچستان رائٹ ٹو انفارمیشن مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 02 مصدرہ 2021ء) کو منظور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان رائٹ ٹو انفارمیشن مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 02 مصدرہ 2021ء) کو منظور کیا جائے؟ آوزیں ہاں

جناب اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان رائٹ ٹو انفارمیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2021 (مسودہ قانون نمبر 02 مصدرہ 2021) کو منظور کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: ضابطہ فوجداری 1898ء (بلوچستان ترمیمی) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 03 مصدرہ 2021ء) کا پیش کیا جانا۔

جناب اسپیکر: وزیر برائے محکمہ داخلہ و قبائلی امور! ضابطہ فوجداری 1898ء (بلوچستان ترمیمی) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 03 مصدرہ 2021ء) پیش کریں۔

میرضیاء اللہ لاگو (وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں وزیر برائے محکمہ داخلہ و قبائلی امور، ضابطہ فوجداری 1898ء (بلوچستان ترمیمی) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 03 مصدرہ 2021ء) پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: ضابطہ فوجداری 1898ء (بلوچستان ترمیمی) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 03 مصدرہ 2021ء) پیش ہوا۔ لہذا اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔

کچھ ضروری ہوتے ہیں House authority ہے۔ ٹھیک ہے وہ department کے through ایسا ہی ہوتا ہے۔ لیکن آئندہ کوشش کریں کہ کمیٹی کو زیادہ۔ چلیں ایک تو دیا ہے ناں کمیٹی نے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: کمیٹی کو جانا چاہیے۔

جناب اسپیکر: یہ بل complete کریں۔

سید احسان شاہ: جناب اسپیکر! ایک گزارش کروں گا۔

جناب اسپیکر: ابھی تک اس کو complete نہیں کیا ہے۔

سید احسان شاہ: جناب اسپیکر! ٹھیک ہے بعد میں مجھے موقع دیجئے گا، مہربانی۔

جناب اسپیکر: ایوان کی کارروائی۔

جناب اسپیکر: بلوچستان مالیہ اراضی کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر

19 مصدرہ 2019ء) کو واپس لیا جانا۔

جناب اسپیکر: وزیر برائے مال! بلوچستان مالیہ اراضی کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ

قانون نمبر 19 مصدرہ 2019ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر محکمہ مال): میں وزیر برائے محکمہ مال، قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر

180 کے تحت تحریک پیش کرتا ہوں، کہ بلوچستان مالیہ اراضی کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ

قانون نمبر 19 مصدرہ 2019ء) کو چند قانونی سقم کی بناء قاعدہ نمبر (1) 98 کے تحت واپس لینے کی اجازت دی

جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا تحریک منظور کی جائے؟ جو حق میں ہیں وہ کھڑے ہو جائیں۔

جناب اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ لہذا بلوچستان مالیہ اراضی کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2019ء

(مسودہ قانون نمبر 19 مصدرہ 2019ء) کو واپس کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: جی شاہ صاحب! آپ بات کرنا چاہتے ہیں؟

سید احسان شاہ: جناب اسپیکر! میں معزز ایوان سے اور حکومتی اور اپوزیشن دونوں بینچوں سے گزارش کرنا چاہ

را ہوں کہ دیکھیں اس ایوان کا تقدس جتنا ہمیں خیال رکھنا چاہیے ایوان کے تقدس کا۔ جتنی کمیٹیاں بنی ہیں۔ وہ

اس اسمبلی کا حصہ ہیں۔ وہ اس اسمبلی سے باہر نہیں ہیں۔ گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کو اگر کوئی بل لانا ہے میں نے تو

ابھی ووٹ دیدیا چونکہ میں حکومت کے بینچوں میں بیٹھا ہوا ہوں ان کا حصہ ہوں، لیکن میں یہ گزارش کرونگا کہ اُس

میں غلطیاں کہاں ہوئی ہیں۔ یہ اختیار ہے ہمارے پاس، majority کے پاس، ہاؤس کے یہ اختیار ہیں اور

ہمیشہ majority ہی حکومت میں ہوتی ہے۔ تو حکومت کے پاس یہ اختیار ہے۔ لیکن اس اختیار کو با امر مجبوری

استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ نہیں ہے کہ ہر بل کمیٹی میں جائے ہی نہ، کمیٹی میں جب تک جائیگا نہیں وہ اسمبلی کا حصہ

ہے وہاں بحث نہیں ہوگا وہاں بات نہیں ہوگی، شاید اس میں input آجائے۔ اب یہ جتنے ہم نے یہ پاس کئے

ہیں اس میں اسمبلی کے input تو ہے نہیں، اس میں کا بینہ کی input ہے۔ اسمبلی کے input اُس وقت ہوگی

، جب یہ کمیٹی میں جائیگا۔ بہت سارے بل ہم نے ایسے پاس کیے جو بعد میں ان کی غلطیاں ہمیں نظر آئیں۔

محترم جناب عارف محمد حسنی صاحب فنانس منسٹر تھے۔ بی آر اے کا بل ہم نے یہاں پاس کیا۔ کمیٹی کو بھیجے بغیر

اُس دن بھی میں نے کہا کمیٹی میں جانا چاہیے۔ اب ہم نے (BRA) کے چیئر مین کو یا ایم ڈی جو بھی ہے اس کو

جناب وہ اختیارات دیئے جو چیف منسٹر کے پاس بھی نہیں ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی اپنی تنخواہ مقرر کرنے

کیلئے اس اسمبلی میں سے اس کی منظوری لینے ہوتی ہے۔ آپ کو بھی اپنی تنخواہ یا مراعات کیلئے اس اسمبلی کی منظوری لینے ہوتی ہے۔ ہم نے بی آر اے کے بل میں اُس چیئر مین کو اتنے پاور دیدیئے کہ اس کی تنخواہ پتہ نہیں بارہ، تیرہ لاکھ اُس نے از خود منظور کیئے اور کسی بندے کو 7 گریڈ سے 17 گریڈ پر بٹھا دیا۔ اور بی آر اے کا اسٹرکچر تو بننا یہیں سے تھا۔ بعد میں ہم کس کس کو نکالیں گے اُس سے؟ اور یہی جو جان تھی ہمارے ریونیوسائڈ پر۔ بی آر اے تو جان تھی بلوچستان کی اور اس پر انشاء اللہ ابھی کمیٹی بیٹھے گی، میری فنالس منسٹر سے بھی گزارش ہوگی (ڈیسک بجائے گئے) یہ تو وہاں ہم نے دیا ہے اُس کے علاوہ مجھے یاد ہے کہ کوئی اور بھی بل ایسا تھا وہ ہماری کمیٹیوں میں گیا ہی نہیں اور یہاں پر ہم نے اس کو پاس کر دیا۔ ہاں وہ تھا اس اسمبلی سے پچھلی اسمبلی میں، جب ڈاکٹر عبدالملک صاحب چیف منسٹر تھے۔ وہاں ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کا بل منظوری ہوا۔ وہ بل ایسا خطرناک بل تھا وہ تو آفرین ہے ہائی کورٹ آف بلوچستان کو کہ انہوں نے اُس بل کو کالعدم کیا اور اس کے end میں جو اس اسمبلی کے بارے میں ریکارڈ دیے ہیں۔ وہ دیکھنے والے ہیں وہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو اس اسمبلی کے بارے میں ریکارڈ ہیں۔ ایک ریٹائرڈ بندہ کہیں پر بیٹھے جس کی ملکیت ہے جس کا گھر ہے جو کچھ ہے، ایک آرڈر کے تحت چاہئے ملکیت میری ہے۔ سلیم کھوسہ صاحب کی ہے۔ عارف محمد حسنی کی ہے جس کی بھی ہے۔ وہ جناب ایک آرڈر نکالے گا کہ آج کے بعد یہاں خرید و فروخت بند نہ کوئی اینٹ لگا سکتا ہے نہ کوئی اینٹ اٹھا سکتا ہے پچھلی اسمبلی نے یہ بل منظور کیا۔ تو اس طرح یہ تو بیورو کریسی کے علاوہ میں سمجھتا ہوں کہ اسمبلی کی بھی اس میں input ہونی چاہیے۔ میری یہی گزارش ہے دونوں جانب سے۔

جناب اسپیکر: شکر یہ۔ بالکل شاہ صاحب آپ کی بات صحیح ہے۔ جی ایک منٹ مجھے بولنے دیں۔ بالکل آپ صحیح کہہ رہے ہیں۔ ہونا بھی کمیٹی کو چاہیے۔ لیکن ایک یہ کہ گورنمنٹ کی طرف اور ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جب آجاتا ہے۔ تو پھر میری اس چیئر کی مجبوری ہے کہ وہ ہاؤس سے اجازت لے۔ تو یہ مجبوری ہے لیکن میں بھی یہی کہتا ہوں کہ کمیٹی دو چار دن میں اس کو واپس ہی اسمبلی میں پیش اُس کو کرنا ہی ہوتا ہے۔ تو میں ان گورنمنٹ سے ریکویسٹ بھی کرتا ہوں کہ آئندہ بجائے کہ وہ Exempt پر آجائیں دو تین دن کمیٹی کو دیں حالانکہ کمیٹی بنی بھی اسی لئے ہیں کہ وہاں کمیٹی نکال لیں ہوتا وہی ہے جو گورنمنٹ نے جو ڈیپارٹمنٹ کیا ہے۔ دیکھیں اگر وہ دیکھتے ہیں کہ اس میں اُنیس، بیس ہے تو میری بھی ریکویسٹ ہے لیکن یہ کہ جب لاتے ہیں تو مجبوری ہے کہ مجھے ہاؤس سے اجازت لینے پڑتی ہے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب۔ تو میں یہی کہنا چاہ رہا تھا کہ بالکل اس میں کوئی شک

نہیں کہ آپ کی اکثریت ہے۔ اور موجودہ حکومت ظاہر حکومت ہے۔ حکومت کی معنی اکثریت۔ جس طرح یہاں قوانین جتنی تیزی سے پاس کیے جاتے ہیں۔ اور بد قسمتی سے کہ جتنی تیزی سے ہم نے قوانین پاس کئے آخر میں یہ قانون ہم واپس لے رہے ہیں۔ میرے خیال میں یہ واحد اسمبلی ہوگی جس طرح آپ نے کہا ہے کہ ”بلوچستان مالیدار اضی کا ترمیمی مسودہ مصدرہ اتنے اتنے جو ہیں واپس لینے کی اجازت دی جائے“۔ تو یعنی اس کے اندر بہت ساری ایسی غلطیاں، خامیاں موجود ہیں۔ اسی غلطی میں اسی جلدی میں جو ہے ہم نے اسکو لے لیا، یہاں پاس کیا اور آج اس کو واپس لے رہے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! چھوٹی سی بات میں آپ کے ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں کہ دو تین ایسے قوانین بنے ہیں جس طرح انہوں نے تو وزیر اعلیٰ کی تنخواہ یا بی آراے کا انکا ذکر کیا میں خاص کر ایک ایسے قانون کا ذکر کرونگا جو کہ بلوچستان کے ارضیات کے حوالے سے انہوں نے یہاں اسی اسمبلی نے پاس کیا۔ جو اب قانون بنایا کہ ڈی ایچ اے یا اس purpose کیلئے جو زمینوں کا مسئلہ ہے آج پورے بلوچستان میں جو ہم اٹھ کر بار بار وہ کرتے ہیں۔ وہ اسی اسمبلی کے اسی فلور پر منظور ہوا ہے۔ آج جو ہے ہم پورے بلوچستان میرے خیال میں بلوچستان کے کسی بھی کونے میں جائیں۔ جتنے بھی unsettled زمین ہے۔ زمیندار مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ہماری ہے اور وہاں سٹلمنٹ ہونی چاہیے اور زمینداروں کے حوالے کرنی چاہیں لیکن جو چیز بنایا جاتا ہے ہمارے دوست میرے خیال میں اتنے پڑھے لکھے اس اسمبلی کے اندر بھی موجود ہیں۔ کم از کم ایک اچھے قانون کو اگر ہم بحث کریں اس میں کوئی میرے خیال میں کوئی غلط وہ تو نہیں ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ دیش کو جس طرح کہا جاتا ہے وہ غریب وہی باتیں کرتے ہیں۔ ہم زیادہ سے زیادہ باہر نکلیں گے۔ ایک چھوٹی سی بات جناب اسپیکر صاحب! ایک اور قانون بھی ہم لوگوں نے اسی اسمبلی سے پاس کیا۔

جناب اسپیکر: یہ چیزیں آگئی۔ شاہ صاحب نے بھی کہا آپ نے بھی کہا۔

ملک نصیر احمد شاہ ہوانی: نہیں اور قانون ہے۔ جناب اسپیکر صاحب وہ زرعی ٹیکس کے حوالے سے ہیں۔ وہ 2007ء میں اس اسمبلی سے پاس ہوا ہے وہ نوٹیفکیشن اسپیکر جاری کرتا ہے بجائے آپ کے نوٹیفکیشن کے وہ گورنر صاحب نے جاری کیا ہے۔ وہ میرے ساتھ پڑا ہوا ہے۔ کسی دن میں ایک سوال کی شکل میں اس کو لاؤنگا اور اُس دن سے لیکر آج تک ہم زمینداروں پر میرے خیال میں ایک زرعی ٹیکس نافذ ہو چکا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ہم یہ زرعی ٹیکس آج وہاں جمع نہیں کر رہے ہیں لیکن اگر کسی دن حکومت اس کو چھیڑے تو ہر زمیندار جو زمین رکھتا ہے صوبے کے اندر اور لاکھوں کروڑوں روپے کا قرضدار ہوگا اور اس پر تو میں کہتا ہوں۔ اس کی صرف میں ایک چھوٹی سی بات کہوں گا کہ سندھ کے اندر یہ ہے کہ اگر آپ کی زرعی پیداوار پانچ لاکھ سے لیکر بارہ لاکھ تک ہے۔ تو

آپ پر میرے خیال میں دو تین پرسنٹ لیا جاتا ہے۔ لیکن بلوچستان کا جو قانون بنائے گئے ہیں۔ اس قسم کی اسمبلی جس کو آج جتنی تیزی سے جتنی عجلت سے انہوں نے پاس کیا۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ایک لاکھ سے دو لاکھ تک جس کی زرعی انکم ہے اس پر پانچ پرسنٹ رکھا ہوا ہے۔ سندھ کی زرعی زمینیں دیکھیں۔ وہاں کی نہری زرعی آبپاشی ہے۔ وہاں کی پیداوار دیکھیں، چار سیزن ہوتے ہیں۔ گرم موسم ہے۔ بلوچستان میں ایک ہزار فٹ سے پانی نکاتا ہے، خشک سالی، قحط سالی۔ لیکن ہم نے اپنے صوبے میں بیٹھ کر ایک ایسے قانون کو پاس کیا جو آج ہم سب کے گلے میں پڑا ہے۔ اور میں آپ کو وہ قانون کے حوالے سے یعنی وہ نوٹیفکیشن جو یہاں سے پاس ہوا، اسپیکر نے وہ نوٹیفکیشن جاری کرنا تھا۔ وہ گورنر نے نوٹیفکیشن جاری کیا۔ وہ نوٹیفکیشن میرے پاس ہے اور اس دن 2007 سے آج تک وہ۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب اسپیکر: چلیں جب آپ لائیں گے اس کو انشاء اللہ۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: میں کہتا ہوں، صرف ان سے اپیل کرتا ہوں کہ اس قانون کو میں نے ایک دفعہ زمرک خان اچکزئی سے بھی میں نے بات کی۔ میں نے کہا بجائے اس قسم کے غیر ضروری قوانین کو جس کو بغیر پڑھے ہم پاس کرتے ہیں۔ تو کم از کم اس قسم کے قانون جس کے شکجے میں ہم سب آرہے ہیں۔ اپنے لوگوں کیلئے اپنی عوام مفادات کیلئے اس صوبے کی عوام کیلئے پاس کرے۔ جن سے ان کو فائدہ ملے۔ میں تو یہ نہیں کہتا ہوں کہ اس طرح جس طرح دوستوں نے کہا۔

جناب اسپیکر: جی آپ کا پوائنٹ آ گیا۔ ابھی اس کو میرے خیال سے کارروائی کو آگے بڑھاتے ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر صاحب مجھے ایک منٹ دے دیں۔

جناب اسپیکر: جی ثناء صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: اس اسمبلی کے تقدس کے حوالے سے، اس کے اہمیت اور افادیت کے حوالے سے جس طرح شاہ صاحب نے ذکر کیا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے میرے دوست دیش صاحب نے یہ ایک بل right to information کا پیش کیا۔ اس کیلئے خود ہم وکالت، اس کی advocacy ہم کوئی پندرہ سال سے پاکستان میں کر رہے ہیں کہ معلومات تک رسائی ہر شخص کا حق ہے۔ اور یہ معلومات تک رسائی کے بل میں یہ نہیں ہے کہ یہ اس حکومت کی کوششیں اور کاوشیں شامل ہیں۔ لیکن ہم یہ چاہتے تھے کہ جب اس کو porperty بنائیں گے اس ایوان کی۔ مثلاً اس وقت کے تیس صفحات پر مشتمل ہیں۔ پندرہ صفحات انگریزی کے ہیں۔ پندرہ صفحات تقریباً ان کے اردو ترجمہ ہے۔ یہ تو یہاں پر کوئی نہیں پڑھ سکا۔ ہم صبح سے کارروائی کر رہے تھے۔ آپ نے جب اس کو

exemption دے دیا۔ میں تھوڑی سی مثال آپکو دوں کہ اس کا فائدہ کیا ہوا۔ اس میں فائدہ کیا ہے؟ مطلب right to information معلومات تک رسائی کے حوالے سے ہم چاہتے کیا ہیں؟ یا پاکستان کے شہری، بلوچستان کے شہری معلومات تک رسائی کا جو concept ہے یہ کیسے آیا؟ یہ ایک بنیادی حق ہے انسانوں کا، شہریوں کا کہ انکو یہ معلومات ہونی چاہیے کہ اگر ہماری اسمبلی ہے۔ ہماری صوبائی اسمبلی ہے۔ ہماری حکومت ہے۔ ہمارے محکمے ہیں۔ یہاں معلومات ہمیشہ چھپائی جاتی ہیں۔ جس کی وجہ سے کرپشن بڑھتی ہے۔ جس کی وجہ سے احتساب کا عمل وہ صحیح طریقے سے نہیں ہوتا۔ جس کی وجہ سے شخصی حکمرانی قائم ہو جاتی ہے۔ اس میں میں صرف جناب اسپیکر! آپ کی توجہ کیلئے۔ اب تو اس پر آپ نے بحث نہیں کروائی۔ اس میں صفحہ نمبر 7 پر right to information کے بل میں، اگر دینش صاحب نے اس کو پڑھا ہوگا انگریزی میں ہے۔ اس میں ایک چھوٹی سی میں آپکو مثال دوں۔ اس بل کا فائدہ کیا ہوگا؟ اس کا صفحہ نمبر 7 کھولیں۔ جو ہم چاہ رہے تھے کہ اس پر discuss کریں۔ اس بل کا ہمیں فائدہ کیا ہوگا؟ دو منٹ کیلئے کم از کم وہ ڈھائی منٹ میں ہمیں بتادیں کہ اس کا فائدہ یہ ہے۔ میں وہ ماننے کیلئے تیار ہوں۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔۔ ایک منٹ جناب! میں بات کر رہا ہوں جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: دینش یہ نہیں ہے، وزیر اطلاعات نے کہا۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! دیکھیں اس میں۔۔۔ (مداخلت)۔ جناب اسپیکر! میں آپ کی طرف آرہا ہوں۔ میں exceptions کی طرف آرہا ہوں۔ یعنی exception سے مراد ماورا۔ کن چیزوں سے ماورا ہوگا۔ یعنی اس کو دیکھیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ اگر وہ معلومات ہم آپکو نہیں دیں گے جو National Defence سے متعلق ہو۔۔ (مداخلت۔ شور) تو amendment اُس وقت لائی جاتی ہیں جب اس کو House کی Property بنائیں۔

جناب اسپیکر: آپ کا نہیں ہے۔ آپ بیٹھ جائیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: آپ بیٹھ جائیں ناں۔ جب یہ property بنے گی۔ جب یہ اسمبلی کی پراپرٹی بنے تو amendment move کرتے۔ بلکہ اس کی اچھائی اور بہتری کے لیئے کرتے۔ یہ ہمارے آنے والے نسلوں کا ہے۔ جناب والا! اس میں شق A ہے۔ مثلاً یہ کچھ تیرہ شق ہیں۔ یہ انکو کہا گیا کہ یہ ماورا ہیں۔ مطلب یہ 13 چیزوں کی معلومات ہم آپکو نہیں دیں گے۔ نمبر 1 یہ ہے کہ نیشنل ڈیفنس ہے۔ سیکورٹی ہے۔ کسی چیک پوسٹ کے بارے میں پوچھ لیا۔ public order ہے۔ یا internal relations معاملات میں یہ معلومات ہم

آپ کو نہیں دیں گے۔ ہمیشہ جب ساری گڑبڑ ہوتی ہیں۔ آج بھی ہم بیٹھے تھے جناب والا! ہم تین سو اکتھ ملازمین کا ذکر کر رہے تھے۔ پتہ چلا کہ سمری اور نوٹ پورشن اس میں لکھا ہوا ہے جناب والا! کہ جو " C " order in the house۔ جناب والا! اس کے axception میں point three، جو C ہے۔ وہ یہ۔ Summaries and noting on the file۔ یعنی کوئی بھی سمری چاہئے چیف منسٹر سیکرٹریٹ کی ہو۔ کسی کیبنٹ کی ہو یا کسی وزراء کی ہو یا نوٹ پورشنیں ہونگے۔ notings ہوں گیں۔ وہ اس کی معلومات ہم آپ کو نہیں دیں گے۔ یعنی میں بھی چاہوں ایک شہری کو ہم نہیں دیں گے۔ اسی طرح یہ جو ماورا، جو سب پڑھیں گے اس بل میں یہ کہیں پر بھی نہیں لکھا کہ اس بل سے شہری کو کیا ملے گا؟ وہ شہری کو ہم کونسی معلومات دیں گے۔ اس بل سے right to information نہیں ہے۔ but یہ right to curb the information۔ یعنی معلومات کی رسائی کو روکنے کا بل ہے۔ معلومات کی رسائی کا ہوتا تو یہ کہتے کہ جناب والا! ایک شہری کو ہم رسائی دیں گے۔ ہم شہری کو رسائی دیں گے کہ وہ سمری دیکھیں۔ کہ وہ کیبنٹ کے فیصلے دیکھیں۔ ہم شہری کو رسائی دیں گے کہ وہ ایک منسٹر کے نوٹ پورشن پر اس کی سمری پر وہ فیصلے دیکھیں۔ یہ ساری معلومات ہم نہیں دے سکتے۔ تو اس پر پیسے ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ Right to curb to information۔ Right to protect information۔ کر رہے ہیں آپ۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ آپ بحیثیت اسپیکر ایسے کسی بھی بل کو لے آئیں اس ہاؤس کی توہین ہے۔ اس پر بحث کریں گے۔ اس میں بہتری لائیں گے۔ ایک انٹرنیشنل اسٹینڈرڈ کا right to information کا بل لائیں گے۔ لوگ ہنسیں گے بلوچستان کے لوگوں پر کہیں گے کہ یہ کیا جانور ہیں کہ آپ نے exception میں تیرہ clauses ڈالے ہیں۔ لیکن provision, benefit ایک شہری کو دینا ہے۔ اس کا ایک clause بھی نہیں ہے۔ یہ جب internationally جائیگا۔ human rights bodies میں جائیگا۔ organization میں جائیگا۔ لوگ ہنسیں گے کہیں گے یہ کونسی اسمبلی تھی۔ انکی آنکھیں نہیں تھیں؟ یہ پڑھے لکھے لوگوں نے right to information کا بل پاس کیا ہے۔ یہ تو اپنی معلومات کو چھپانے کا بل ہوگا۔ یہ بلوچستان میں معلومات کو چھپانے کا بل ثابت ہوگا۔ جناب اسپیکر! میں سمجھتا ہوں۔ وہ decision واپس لیں۔ اور اس بل کو بحث کیلئے منظور کروائیں۔

وزیر محکمہ خزانہ: جناب اسپیکر! جس طرح ہمارے دوست نے بڑا پر جوش یہاں ایک تقریر کی ہے۔ بل کے بارے میں advantages and disadvantages بتائیں۔ انہوں نے کچھ چیزیں بتائیں اور

کچھ چیزیں نہیں بتائی ہیں۔ جناب اسپیکر! جب میں وزیر اطلاعات تھا تو یہ بل اُس وقت initiate ہوا ہے۔ دو دفعہ یہ کیبنٹ میں آیا۔ basically اس بل میں 2005ء کی ایک Act تھا یہاں اُسکی replacement ہے۔ اس میں ہم نے یہ کہا ہے کہ ہم نے انفارمیشن کمشنر بنایا ہے ایک انفارمیشن کمیشن بنا دیا ہے اُس میں جو بھی پہلے یہ تھا کہ جب پچھلے Act میں کہ کوئی بھی انفارمیشن کسی کو چاہئے ہوتا تھا۔ اُس آفیسر کے پاس جاتا تھا۔ تو اُس میں وہ bound نہیں تھا کہ اُسکو انفارمیشن دیں۔ لیکن اس بل میں کیونکہ ہم نے اس کو mandatory بنا دیا ہے۔ کہ جس کسی بھی شہری کو کوئی بھی انفارمیشن چاہئے تو وہ اُس کمیشن کو یا اُس انفارمیشن آفیسر ہم نے مقرر کرنا ہیں ہر ڈیپارٹمنٹ میں۔ کہ اُسکو درخواست دیں کہ مجھے فلاں انفارمیشن چاہئے۔ اگر let's suppose اُس نے انفارمیشن دینے سے انکار کر دیا تو وہ کمیشن کے پاس جائے گا اور کمیشن اُس کو دیکھے گی اور پھر اُس کے لئے سزائیں اور جزائیں مقرر کرے گی کہ اگر انفارمیشن گورنمنٹ نے نہیں دی اُسکو تو اُس کو اس قانون کے تحت سزا ملے گی۔۔۔ (ڈیک بچائے گئے)۔ بات جیسے ثناء صاحب نے کہا۔ دیکھیں کچھ ایسے انفارمیشن ہیں جس میں ڈیفنس کے حوالے سے ہو جس میں خدا نخواستہ وہ انفارمیشن جس کو قبل از وقت آپ leak کریں جس سے کچھ ہنگامے یا کچھ معاملات یا پبلک آرڈر کا ایٹو بن سکتا ہو تو اُسکے حوالے سے وہ چیز انہوں نے بتائی تو کہنے کی مراد یہ ہے کہ اس پر دو دفعہ کیبنٹ میں اچھی خاصی بحث ہوئی ہے۔ اور یہ اس پر جو صرف حکومت بلوچستان بلکہ یہاں جو انفارمیشن کے حوالے سے ڈیوکریسی کے حوالے سے بھی تنظیمیں ہیں انہوں نے بھی اس کی advocacy کی ہے۔ اور یہ بل جو ہے ہماری ڈیوکریٹک norms ہیں ہماری جو transparency ہے۔ اُسکو ensure کرنے کے لئے parts and parcel ہے اور ہماری آئین کی آرٹیکل ہے کہ ہر شہری کو وہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی بھی طرح کا جو ہے انفارمیشن وہ گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ سے لے سکتا ہے کہ آیا اُنکے نمائندے بیٹھ کے کیا کر رہے ہیں۔ اُنکی حکومتی کارکردگی کیا ہے اُنکے جو ہے معاملات کس طرح کے ہیں تو اُس آرٹیکل کے آئین کو جو اٹھارویں ترمیم میں منظور ہو چکی ہے اُسکو دیکھتے ہوئے اس انفارمیشن ایکٹ، یا بل کا لانا بڑا ضروری تھا۔ اب اس کو میرے معزز دوست جو ہیں اپنی ان کی interpretation ہوئے ہیں اُنکے اپنے الفاظ ہیں۔ اُنکے اپنے جو پیچھے سیاق و سباق ہیں۔ اُس کے تحت interpret کرتے ہیں۔ اور فیصلہ سازی کر لیتے ہیں۔ اگر دوست کو کوئی بھی جو ہے اس میں سقم نظر آیا کوئی بھی اُس میں loop-holes نظر آئے تو میں اُسکے ساتھ بیٹھنے کے لئے تیار ہوں۔ ہماری بہن جو ہیں پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ وہ اُن کے ساتھ بیٹھنے کے لئے تیار ہیں۔ اس میں صرف فائدہ ہی فائدہ ہے کوئی نقصان

نہیں ہے۔ Thank you جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی ابھی تو ہو گیا ہے گورنمنٹ تو واپس نہیں لے گی۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر صاحب یہ اہم موضوع ہے دمڑ صاحب کی قرارداد بھی ہے ہم اُسکو بھی سینس لے گے وہ بھی زمینداروں کا ہے۔ دیکھیں۔

جناب اسپیکر: لیکن ابھی تو ہو گیا ہے اس کو کیا کریں گے۔ گورنمنٹ تو واپس نہیں لے گی۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب جو غلط چیز ہو گئی ہے اب تو مطلب آنکھیں ہم بند کر کے چُپ ہو جائیں۔

جناب اسپیکر: ابھی آپ کیا کریں گے؟

جناب ثناء اللہ بلوچ: میں جناب اسپیکر دو منٹ کے لئے۔ آپ پڑھ لیں۔

میر حمل کلمتی: جناب اسپیکر! انہیں غلط فیصلوں سے آج تک ریکوڈک کاڑل رہا ہے۔ انہیں فیصلوں سے

ہمیں گیس کی رائٹھی کم مل رہی ہے سارے غلط فیصلے وہ کریں۔

جناب اسپیکر: آپ نے واک آؤٹ کیا ہے نا؟۔۔۔ (مداخلت۔ شور) جی زمرک خان صاحب۔

(مداخلت)۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! میرے دوست ظہور صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے کہ 2005ء کے

اُس ایکٹ کو replace کرنے کے لئے یہ بہت ہی comprehensive information Act

ہم لا رہے ہیں۔ دیکھیں! میں خود یہی کہہ رہا ہوں کہ آج سے نہیں بلکہ جو ہیومن رائٹس ڈیفنڈرز ہیں، جو ہم

جیتے لوگ ہیں جن کو معلومات کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے جو figures پر ہمیشہ calculations

factual چیزوں پر کرتے ہیں ہمیں زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور میں اس پر اس سے گزرا ہوا آج سے نہیں

بیس سالوں سے جب سے ہم ایم این اے اور سینٹرز تھے۔ پرا بلیم کیا ہوتا تھا۔ دیکھیں ظہور صاحب نے کہا کہ یہ

بل عوام کو معلومات کی رسائی تک کا حق دے گا وہ جو معلومات چاہیں گے اُنکو ملے گا۔ اس پورے بل میں کہیں پر

بھی یہ نہیں لکھا ہے کہ عوام کو طریقہ کار، کہ اُسکو یہ معلومات ملیں گی۔ اچھا میں ابھی تھوڑا سا پڑھوں گا میرے پاس

اُردو والی بھی ہے انگریزی والی بھی ہے! sir Zahoor Sahib میں نے آپ کی بات سن لی۔

وزیر محکمہ خزانہ: ایک انفارمیشن آفیسر مقرر کرے گی جو عوام اُس آفیسر کے پاس جائے گی۔ اُس سے وہ

مانگے گی۔ in case of any deny پھر وہ کمیشن کے پاس جائے گی۔ یہ incorporate ہے اس

میں وہ آدھا پڑھ رہا ہے آدھا نہیں پڑھ رہا ہے اس کا کیا کر سکتے ہیں۔ جناب اسپیکر! approved ہو چکی

ہے۔۔۔ (مداخلت)

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! اس میں Exception ہے clause۔ جناب اسپیکر! Order in the House۔ یہ exception means ماورا۔ میں اس کی انگریزی میں A public information officer. آپ انفارمیشن آفیسر مقرر کریں گے آپ پیسے اُن کو تنخواہیں دے رہے ہیں کہ عوام کو معلومات دیں۔ لیکن اب ذرا ادھر دیکھیں جناب اسپیکر۔۔۔ (مداخلت) A public information officer.... (مداخلت) دینش صاحب آپ بیٹھیں۔

جناب اسپیکر: جی ہاں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: یہ سمجھتے ہیں کہ شور و شرابے سے بلوچستان کے عوام کو ہم بیوقوف بنائیں گے اور اُنکی آنکھوں میں دھول جھونکیں گے۔ میں بشری بی بی سر آنکھوں سے آپ سب کی قدر کرتا ہوں میں سمجھتا ہوں لیکن یہ بیورو کریسی نے بنایا ہے اور آپ لوگوں کو صحیح گائیڈ لائن نہیں دی ہے۔ میں آپ کو صرف دو چیزیں بتا دوں آپ لوگ سن لیں۔ Exception meanse ماورا۔ آرٹیکل اس کا 15 ہے۔ کہتا ہے: A Public Information Officer جن کی بات کر رہے ہیں ظہور صاحب کو ہم مقرر کریں گے۔ may refuse an application for access to information shall or is likely to cause; or. جناب والا آپ نے سنا کہ اُس میں لکھا ہے کہ انفارمیشن آفیسر آپ کو refuse کرے گا۔ یعنی صحافیوں کو آپ انفارمیشن نہیں دیں گے آپ ایک شہری کو۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔

جناب اسپیکر: اس کو میرے خیال میں۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔ وہ کمیشن بھی آ گیا ہے ناں۔ میرے خیال میں اس کو conclude کریں۔ جو ہو گیا ہے وہ واپس تو نہیں ہوتا ہے۔ جی زمرک خان صاحب! میرا حتمی: جو نقصان عوام کا ہوگا اُس کی ذمہ دار موجودہ حکومت ہے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: یہ تو عوام کا پیدائشی طور پر جمہوری حق ہے اسلامی حق ہے معلومات تک کی رسائی کا آپ اُس پر پابندی عائد کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ اس کو واپس آ کے صحیح کر دیں۔ جی زمرک خان صاحب۔ بس ہو گیا۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔ ایک دفعہ House کو order کریں۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! میں اگر کل پوچھوں گا کہ یہ چوکیاں کس آرڈر کے تحت بنی ہیں

کہیں گے کہ یہ نیشنل سیکورٹی کا مسئلہ ہے۔ وہ میری application refuse کر دیں گے۔
جناب اسپیکر: مطلب یہ ہو گیا ہے۔ ابھی اسکو آگے بڑھاتے ہیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔ جی زمرک
خان۔ جی زمرک خان۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔ جناب نور محمد دمڑ صاحب آپ اپنی قرارداد نمبر 01 پیش
کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: اس بل کو recall کریں جناب اسپیکر صاحب بل کو recall کریں۔

جناب اسپیکر: ابھی یہ ہاؤس کی پراپرٹی ہے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: دیکھیں اس کا compersion کریں آئین کے ساتھ۔ آئین سے

ماورا اس بل کو کیسے آپ approve کروائیں گے؟۔

جناب اسپیکر: گورنمنٹ کے ممبروں کو وہ کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: اس بل کو recall کریں۔

جناب اسپیکر: جی دومڑ صاحب۔ فلور دومڑ صاحب کو دے دیا ہے۔

جناب نور محمد دمڑ (وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا): جناب اسپیکر۔ ہر گاہ کہ بلوچستان کے

زمینداروں کا ذریعہ معاش اور آمدنی کھیتی باڑی اور باغات سے وابستہ ہے لیکن اس میں بھی بلوچستان کے

زمینداروں کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ جسکی واضح مثال ایران سے براہ راست سیبوں کی آمدورفت جاری ہے۔ جس

سے بلوچستان کے زمینداروں کو نان شبینہ کا محتاج بنا دیا گیا ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتی

ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ ایران سے سیبوں کی آمدورفت پر فوری طور پابندی لگا دی جائے

تاکہ بلوچستان کے زمینداروں میں پائی جانی والی بے چینی کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔

جناب اسپیکر: آیا قرارداد نمبر 01 کو منظور کیا جائے؟۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 01 منظور ہوئی۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹووز): جناب اسپیکر! میری چھٹی درخواست تھی اس

کو کینسل کر دیں۔

جناب اسپیکر: زمرک صاحب کی چھٹی کینسل کی جاتی ہے۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔ جی دومڑ صاحب۔

۔ (مداخلت۔ شور)۔ جی اس کی موزونیت پر بات کریں۔

جناب نور محمد دومڑ (وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا): جناب اسپیکر! میں ذرا اپنی قرارداد کی feasibility پر تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی بتائیں۔

وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا: جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر۔ یہ ہاؤس کو آرڈر میں کریں۔

وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا: یہ عوام کی مفاد کے بارے میں بات ہو رہی ہے آپ سب سے گزارش ہے کہ اس قرارداد پر بات کریں اور اسمیں ہمارا ساتھ دیں میں صرف اپنی ذات کے لئے نہیں صرف زیارت کے لئے نہیں یہ پورے بلوچستان کے عوام کی مفاد کی بات ہے۔ جناب اسپیکر میں اپنی قرارداد کے حق میں یہ ایران سے جو سبب آرہے ہیں میرا کہنا یہ ہے کہ بلوچستان کی عوام کا ذریعہ معاش صرف اور صرف زراعت پر ہے۔ یہ ہم اور آپ سب کو اسکا علم ہے۔ ہمارے بلوچستان میں روزگار کے لئے کوئی ایسے مواقع نہیں ہیں نہ کوئی فیکٹری ہے نہ کوئی اور ایسے روزگار ہیں۔ ہمارے بلوچستان کی روزگار کا ذریعہ معاش صرف اور صرف زراعت ہے۔ زراعت میں فیڈرل حکومت اور صوبائی حکومت نے ریلیف نہیں دی ہے ہمارے زمیندار اپنے خون پسینے کا پیسے لگا کر سا لہا سال محنت مزدوری کر کے جب فصل تک پہنچ جاتے ہیں تو ان کے پاس جتنے بھی پیسے ہوتے ہیں وہ ساری زمینداری پر خرچ کر دیتے ہیں نہ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی بجلی کی ریلیف ہے نہ کھاد کی ریلیف ہے۔ جس طرح ایران میں باقاعدہ حکومت کی جانب سے مفت بجلی کھاد اور بیج فراہم کی جا رہی ہے ہمارے بلوچستان میں بالخصوص زمینداروں کے ساتھ ناروا سلوک روا رکھا جا رہا ہے۔

(آذان عشاء 7 بجکر 45 منٹ پر شروع ہوا)

جناب اسپیکر: جی دمڑ صاحب۔

وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا: تو جناب اسپیکر! ایک خاص موقع پر۔ جب ہمارے بلوچستان کے سبب فصل تک پہنچ جاتے ہیں۔ ہماری سبزیاں جو فصل تک پہنچ جاتی ہیں تو اس دوران ایک منصوبے کے تحت ایران سے سبب آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ سبزیاں آنی شروع ہو جاتی ہیں۔ جو کہ ہمارے بلوچستان کے عوام کے حقوق پر شب خون مارنے کے مترادف ہے۔ وہ اس لیے کہ ان کی سا لہا سال کی محنت کے باوجود مارکیٹ میں جب ہمارے سبب پہنچ جاتے ہیں تو ہمارے سبب آنے سے پہلے ایران کے کنٹینر لاکر کھڑے کر دیتے ہیں اور ہمارے سبب جو ہمیں ایک مہنگے داموں پڑتے ہیں اور ہم نے اُس پر کافی خرچے کیے ہوتے ہیں۔ ایران کے

سیب جو ہیں ایرانیوں کے لیے یادہاں کی عوام کے لیے تو بڑے سستے ہیں اور گورنمنٹ کاریلیف ان کو جو ملا ہے۔ تو یہ یہاں پر لاتے ہوئے بھی ایران کی حکومت ان کی مدد کرتی ہے۔ تو ہمارے بارڈر پر باقاعدہ سمگلنگ کرتے ہوئے۔ یہاں منڈیوں تک پہنچ جاتے ہیں تو یہ بلوچستان کی عوام کے ساتھ ایک بڑی ظلم اور زیادتی ہے تو میری یہ درخواست ہے پورے ایوان سے۔ وہ چاہے treasury bench کے ہوں یا پھر چاہے opposition benches کے ہوں۔ اس قرارداد کو سب مل کے ایک مشترکہ قرارداد کے طور پر پاس کریں اور مرکزی حکومت سے مطالبہ کریں۔ کہ ایران کے جو imported سیب ہیں بلکہ یہ آتے بھی ہیں غیر قانونی طریقے سے نہ وہاں ٹیکس جمع ہوتا ہے اور نہ باقاعدہ کوئی legal طریقے سے یہ import کرتے ہیں۔ یہ باقاعدہ غیر قانونی طریقے سے آتے ہیں۔ اور ٹیکس بھی یہ کھا جاتے ہیں۔ ہمارے ملک کا بھی نقصان ہو رہا ہے اور ہمارے ملک کے عوام کا بھی نقصان ہو رہا ہے تو اس لیے یہ میری درخواست ہے کہ یہ ایوان مرکزی حکومت سے مطالبہ کرے کہ ایران کے جو سیب ہیں ایران کی جو سبزیاں ہیں۔ اس پر مکمل طور پر پابندی لگائی جائے۔ وہ اس لیے کہ ہماری سبزیاں بھی ہماری عوام کے لیے کافی ہیں۔ ہمارے سیب بھی۔ ہمارے پورے ملک کے لیے کافی ہیں۔ صرف ایک زیارت کی میں اس وقت اگر یہ کہہ دوں کہ ہمارے لاکھوں ٹن سیب، لاکھوں پیٹیاں ہمارے ملک کے پنجاب کے مختلف اسٹورز میں پڑے ہوئے ہیں۔ وہ اس لیے نکال نہیں سکتے ہیں کہ ایران کا سیب ہے ان کی نسبت وہ ایران کے سیب بڑے اچھے سستے rate میں لوگوں کو مل رہے ہیں۔ تو لہذا میری درخواست ہے کہ اس قرارداد پر سارے دوست بات کریں۔ اور مرکزی حکومت سے مطالبہ کریں کہ اس پر عمل درآد کیا جائے۔ اس طرح کا قرارداد شاید پہلے بھی پاس ہوا ہوگا۔ لیکن آج میں کہتا ہوں کہ سختی کے ساتھ ان کو یہ بتایا جائے کہ اس پر عمل درآد کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ دمڑ صاحب۔ جی زیرے صاحب۔ زیرے کے بعد آپ کی باری ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: thank you جناب اسپیکر! یقیناً آج جو قرارداد ہاؤس کے سامنے ہے بہت ہی اہمیت کی حامل قرارداد ہے۔ میں اپنی جانب سے اپنی پارٹی کی جانب سے اس کی بھرپور تائید اور حمایت کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! یقیناً جس طرح قرارداد میں کہا گیا ہے کہ ہمارا پورا علاقہ چاہے، وہ پشٹون بیلٹ ہو چاہے، بلوچ بیلٹ ہو۔ گزشتہ تباہ کن خشک سالی نے اور قحط نے ہماری عوام کو بالخصوص ہمارے زمینداروں کو بڑی طرح متاثر کیا۔ آپ کو پتہ ہے۔ جناب اسپیکر! 1996ء میں drought ہوا تو لاکھوں درخت ہمارے زمینداروں نے کاٹے اور لاکھوں مال، مویشی ہمارے مر گئے۔ اور ہماری عوام کا زیادہ انحصار یا زراعت پر ہے یا

باغبانی پر ہے۔ یا پھر livestock ہے اور، جناب اسپیکر! اس سال آپ دیکھ لیں کہ اب بھی اللہ پاک کی جانب سے یہاں پر ابھی تک بارشیں نہیں ہوئی ہیں۔ اور ہمارے زمیندار بیچارے آپ اُن سے پوچھ لیں کہ وہ کس طرح محنت کر کے بعد میں جس طرح یہاں درآمد ہوتی ہے۔ بالخصوص میں سیب کی بات کروں گا۔ جناب اسپیکر! سیب کے علاوہ مختلف سبزیات اب بھی ٹماٹر جو ہے ناں۔ وہ درآمد ہو رہا ہے۔ انگور ہے۔ باقی مختلف سبزیات ہیں۔ اور اس کی وجہ سے جو لاکھوں ٹن ہمارا، جناب اسپیکر! کوئی 16 لاکھ ٹن پیداوار ہے ہمارے سیب کا اور اس میں کم از کم ہماری ضروریات ہیں ملک میں صوبے میں کوئی 12 لاکھ ٹن ہماری ضرورت ہیں۔ اور 4 لاکھ ٹن ہمارے پاس یہ اضافی سرپلس سیب ہوتا ہے۔ اب 4 لاکھ ٹن کے باوجود ہمارے پاس سرپلس ہے۔ پھر کیا ضرورت پڑتی ہے کہ ہم ایران سے چاہے جو بھی طریقہ اختیار کرتے ہیں کچھ لوگ سمگلنگ کے ذریعے سے کرتے ہیں آخر یہ ہم کیوں ایران سے سیب درآمد کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر! یہ کسٹم ہے۔ ایف بی آر ہے۔ کسٹم سارا دن سمگلنگ میں جس طرح وہ ملوث ہیں۔ جس طرح لوگوں کو وہ بلیک میل کر رہے ہیں۔ اسی طرح ان سیب کے آنے میں بھی وفاقی حکومت کا پورا ہاتھ ہے۔ اور حکومت نے یہ کہا بھی ہے ہم نے اس صوبے کی عوام کو در بدر نہیں کرنا ہے۔ ابھی ہم سے پہلے یہاں ذکر ہو رہا تھا کہ community school کے 900 teachers۔ بی ڈی اے کے کوئی 700 سے زائد ملازمین 8 ماہ کی تنخواہ سے محروم ہیں وہ بیچارے در بدر پھر رہے ہیں۔ پتہ نہیں کون سے ڈیپارٹمنٹ والے احتجاج کر رہے ہیں۔ بی ڈی اے کی جانب سے کوئی توجہ نہیں اُن کے ملازمین تنخواہوں کی بندش کی وجہ سے نان شبینہ کے لیے مجبور ہیں۔ ایک جانب حکومت کا یہ رویہ اور دوسری جانب جناب اسپیکر! زمینداروں کے خلاف حکومت کا یہ رویہ۔ اب وزیر صاحب چلے گئے ہیں یہ ان کا قرارداد ہے وہ باہر چلے گئے۔ یہ ابھی انکی دلچسپی ہے جناب اسپیکر! اب آپ اندازہ لگائیں کہ باقاعدہ ایران کے کونسل جنرل کو بھی بتایا گیا تھا اس حوالے سے کئی meetings ہم نے کیے تھے۔ زمینداروں نے کیے تھے۔ ملک نصیر احمد شاہوانی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ جناب اسپیکر! یہ پابندی ہونی چاہیے۔ کہ کوئی سیب باہر سے اس لیے نہ آئے کہ ہماری ضرورت خود ہم پوری کر رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! آپ کو یہ پتہ ہے کہ جتنا بھی ہمارے یہاں پنجاب میں مالٹا، کنوں، یہ اُس وقت تک ایران وہاں نہیں چھوڑتا ہے۔ جب تک اُنکی اپنی فصل وہاں موجود ہے۔ چاول کا بھی یہی طریقہ کار ہے۔ کہ ایران بارڈر پر گاڑیاں کھڑی ہوتی ہیں۔ ایرانی حکومت چاول، برآمد نہیں کرتی ہے اپنے ملک میں وہ کہہ رہا ہے کہ فصل خود ہمارے پاس ہے۔ جب ہمارے پاس چاول نہیں ہوگا۔ تب ہم پاکستان سے چاول لیں گے۔ لیکن ہمارے حکمران ہمارا ملک اب یہ حکمران وفاقی حکومت اس کے اتنے بڑے ڈیپارٹمنٹس ہیں وہ

قصداً شعوراً یہ کام کر رہی ہے۔ تاکہ ہمارے زمیندار جس طرح آج نانِ شبینہ کے لیے مجبور ہیں۔ وہ آئندہ بھی اسی طرح مجبور رہیں۔ بجلی تو ہمیں نہیں دی جا رہی ہے۔ یہاں کہا گیا کہ 2 گھنٹے یہاں in time the province مستونگ میں پشین میں قلعہ سیف اللہ میں قلات میں لورالائی میں 4 گھنٹے بجلی نہیں مل رہی ہے جناب اسپیکر! اور گیس کی کیا پوزیشن ہے۔ ہر جگہ آپ دیکھیں ہم تباہی کے دہانے پر ہیں۔ ہمارا استحصال ہو رہا ہے۔ اور اب یہ سیب کی جو وہاں ایران سے درآمد ہو رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں جناب اسپیکر! آپ کی ذمہ داری میں یہ شامل ہے کہ آپ یہاں سے لکھیں۔ اس ہاؤس سے لکھیں۔ یہ قرارداد اُس کے ساتھ اضافی نوٹ لکھیں۔ وہ اُس لیے کہ ہماری زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ آپ لکھیں وفاق کو لکھیں۔ کسٹم کو لکھیں۔ ایف بی آر کو لکھیں۔ وزارت داخلہ کو لکھیں۔ کہ آئندہ باہر سے کوئی چیز بالخصوص سبزیات جب ہم خود پورا کر رہے ہیں تو پھر ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ اگر ہماری ضرورت ہم پورا نہیں کر رہے ہیں پھر بیشک ہم وہاں سے منگوالیں تو یہ کم از کم جناب اسپیکر! آپ کے good offices سے جناب اسپیکر! یہ لکھا جائے کہ سیب کی درآمد پر مکمل طور پر پابندی عائد کی جائے۔ thank you جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ جی اصغر ترین صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: شکریہ جناب اسپیکر۔ جو قرارداد پیش کی ہے اول تو آپ کے علم میں اضافہ لانا چاہتا ہوں کہ یہ دو سال قبل اپوزیشن کی طرف سے ایران جو پاکستان کی منڈی میں سیب درآمد کر رہا ہے۔ اس پر ہم نے قرارداد پیش کی تھی اُس کے بعد ہمارا غالباً اسلام آباد جانا بھی ہوا۔ ملک نصیر احمد شاہوانی صاحب بھی تھے، نصر اللہ زیرے صاحب بھی تھے اور گورنمنٹ کے بھی کچھ ہمارے ساتھی تھے۔ وہاں پر بلوچستان ہاؤس اسلام آباد میں جام کمال صاحب کی سربراہی میں وفاقی وزیر تجارت کے ساتھ میٹنگ ہوئی۔ اُن کے ساتھ بحث مباحثہ ہوا۔ اُن کو یہ بات بتائی گئی کہ جس ٹائم بلوچستان میں سیب کا سیزن آتا ہے بالخصوص پھل کا سیزن آتا ہے اسی ٹائم یہ ایران سے سیب اور پھل اور ٹماٹر آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ جس پر وفاقی وزیر صاحب نے ہمارے جام کمال صاحب کو کہا کہ بالکل اس پرائیکشن لینے اور یہ ہم بند کریں گے۔ بار بار ہم نے اس کی نشاندہی کی لیکن اس پر خاطر خواہ عمل نہیں ہوا۔ جناب اسپیکر! نور محمد دومڑ صاحب کو تو پہلے یہ پوائنٹ اٹھانا چاہیے اپنی کابینہ میں۔ یہ حکومت وقت میں بیٹھے ہوئے ہیں ان کے پاس حکومت ہے ان کے وزراء ہیں، وزیر علی ہیں۔ جتنے بھی یہ سیب آرہے ہیں ایران سے یا پھل آرہے ہیں تو اس کے لئے اُن کو چاہیے کہ یہ اپنی گورنمنٹ کے وفاقی محکمے سے بات کریں وفاقی محکمے کو کہیں کہ یہ بند ہونا چاہیے جناب اسپیکر صاحب! اب یہاں پر قرارداد پیش کی اور خود یہاں

موجود نہیں ہیں۔ ان کی دلچسپی نہیں ہے یہ نہیں چاہتے ہیں کہ یہ کام ہو۔ یہ صرف پبلک کو مطمئن کرنے کیلئے قرارداد پیش کی گئی۔ جناب اسپیکر! ہمارے ملک نصیر احمد شاہوانی جو زمیندار ایکشن کمیٹی کے یہاں پر چیئرمین بیٹھے ہوئے ہیں سینئر آدمی ہیں۔ انہوں نے ایک دفعہ نہیں دس دفعہ نشاندہی کی ہے۔ اب یہ خود نو محمد دوم صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ ہم نے عوام کو کوئی ریلیف نہیں دی ہے اور یہ سب یا ٹماٹر کے سیزن میں ایران سے سامان آجاتا ہے آپ خود یہ اعتراف کر رہے ہو کہ ہم نے ریلیف نہیں دی ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! میں یہ سوال کرنا چاہتا ہوں حکومت سے کہ انہوں نے ڈھائی سال میں عوام کو دیا کیا ہے چلیں عوام کو چھوڑیں زمینداروں کی بات کریں زمینداروں کو کیا دیا ہے مجھے بتائیں سبسڈی کی مد میں انہوں نے کیا دیا ہے اب مجھے بتائیں۔ ہماری بجلی مکمل نہیں ہے، ہمارا گیس مکمل نہیں ہے جناب اسپیکر! ہمارے لوگ دن بدن در پدر ہوتے جا رہے ہیں۔ ہمارے لوگ بیروزگار ہوتے جا رہے ہیں جو نوکری پر لگے ہوئے ہیں ان کو یہاں نوکریوں سے نکالا جا رہا ہے۔ جناب اسپیکر! ان کو چاہیے کہ سنجیدہ ہوں۔ یہ جو قرارداد آئی ہے منظور ہوگئی اس پر ہر بندہ متفق ہے۔ لیکن سنجیدگی اور اس پر عمل درآمد۔۔۔

جناب اسپیکر: اصغر ترین صاحب سنجیدگی یہی ہے کہ چیف منسٹر صاحب خود آپ کے ساتھ جائیں۔ وہاں وزیر تجارت سے ملیں ساری چیزیں۔ میرے خیال میں وہ سنجیدہ تو ہیں اس میں کوئی شک نہیں۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر! میں نے آپ کو کہا کہ ہمارے ساتھ وہاں میٹنگ ہوئی۔ اُسکو follow up نہیں کیا گیا۔ اُس کی update لی جاتی تو اُس کے بعد یہ قرارداد یہاں لانے کی ضرورت کیا تھی جناب اسپیکر صاحب! اب ایک اور کسٹم کے حوالے سے میں بتاؤں کہ ٹماٹر پر کوئی ٹیکس نہیں ہے اب یہ کیا کرتے ہیں جناب اسپیکر! کہ اوپر ٹماٹر رکھا ہوتا ہے اور نیچے سارا سب ہوتا ہے اس طریقے سے سمگلنگ کی جاتی ہے۔ یہ اس طریقے سے یہ سب اور پھل وغیرہ اس منڈی میں لائے جاتے ہیں یا اس طرح اوپر ٹماٹر ہوتا ہے نیچے کوئی بھی چیز ہوتی ہے سیزن کے مطابق پھل ہو، سبزی ہو یا فروٹ ہو۔ اُسکے مطابق یہ کسٹم حکام جو ان کو چھوڑتے ہیں۔ کوئی بھی ایسا legal documents ان کسٹم حکام کے پاس نہیں ہے کہ جس کے تحت اس کو چھوڑ رہے ہیں۔ لیکن یہ ہے ہماری طرف سے پوچھ گچھ نہیں ہے۔ اگر ہم کسٹم حکام سے پوچھیں گے کہ آپ کس قانون کے تحت کس روز کے تحت یہ پھل چھوڑتے ہیں تو پھر وہ نہیں کریں گے۔ اگر کیسکو والوں سے پوچھیں گے کہ آپ نے بجلی کیوں بند کی ہے اس کی وجوہات کیا ہیں۔ تو وہ ہمیں جوابدہ ہونگے۔ اگر گیس حکام سے ہم پوچھیں گے جب ہم پوچھیں گے نہیں۔ جب update نہیں لینگے تو اس کو ہم follow نہیں کریں گے تو لازمی بات ہے ہماری مشکلات میں

اضافہ ہوگا، کم نہیں ہوگا۔ میں اس قرارداد کی اپنی طرف سے اپنی پارٹی کی طرف سے بھرپور حمایت کرتا ہوں اور ایک request ہے کہ اس کو سنجیدہ لیا جائے۔ ہماری طرف سے بھرپور حمایت کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی ملک نصیر احمد شاہوانی۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: شکر یہ جناب اسپیکر۔ جناب اسپیکر! میں توجہ چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے تو آج کی جو قرارداد ہے انتہائی اہم ہے۔ جس طرح میرے دوست حاجی اصغر نے کہا کہ اس قرارداد کو دو سال پہلے بھی ہم لاپچکے ہیں۔ اور یہ قرارداد بار بار اس ایوان میں منظور بھی ہو چکا ہے۔ اور اُس کے بعد پھر اسلام آباد میں وفاقی وزیر تجارت سے بھی ہم نے ملاقاتیں کی ہیں۔ اس کے بعد یہاں پر بلوچستان میں بھی ہماری میٹنگز ہوتی رہیں۔ لیکن جناب اسپیکر! صاحب یہاں جو سبب آرہا ہے اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے۔ نہ ان کے ساتھ کوئی import permit ہے نہ اس کی کوئی فیڈرل گورنمنٹ نے اجازت دی ہے۔ یہ کچھ لوگ ہیں جو وہاں سے یہ غیر قانونی طور پر کام کرتے ہیں۔ جس طرح اصغر جان نے کہا کہ ٹماٹر پر کوئی ٹیکس نہیں ہے حال ہی میں وفاقی حکومت نے جب یہاں پر ٹماٹر تھوڑا مہنگا ہوا سو روپے سے آگے چلا گیا تو اُس نے import کرنے کی اجازت دے دی۔ اُسی import کی آڑ میں یہ ٹماٹر لارہے ہیں سال میں 15 یا 20 یا سو کے قریب ٹماٹر کے ٹرے پڑے ہوتے ہیں پیچھے سارا سبب سے بھر رہتا ہے۔ یہ کسٹم سے ہو کے گزرتا ہے اور یہاں پر روزانہ کے حساب سے ہزاروں ٹن ہمارے کوئٹہ کی منڈی میں بھی خالی ہوتا ہے۔ باقی پورے پاکستان کی منڈیاں غیر قانونی طور سے ان سبب سے بھرے ہوئے ہیں۔ جناب اسپیکر! گزشتہ ہفتہ میں ہم نے کلکٹر کسٹم سے زمینداروں کی وفد کے ساتھ ایک ملاقات کی۔ ہم نے اُن کو کہا کہ یہاں پر سبب آرہا ہے اور غیر قانونی طریقے سے آرہا ہے آپ کے تمام چیک پوسٹوں سے ہو کر آرہا ہے تو انہوں نے کہا کہ آپ اسکی نشاندہی کر سکتے ہیں۔ ہم نے کہا کہ بالکل ہم اس کی نشاندہی کر سکتے ہیں۔ میں فلور پر آج ایک ذمہ دار کی حیثیت سے کہہ رہا ہوں۔ تو انہوں نے کہا کہ پھر ہمیں کوئی بندہ دے دیں کہ وہ ہم سے intouch رہے۔ ہم نے کہا ٹھیک ہے ہم نے ایک زمیندار کا نام بھی اُنکو دے دیا کہ یہ آپ سے intouch رہیگا۔ اُسی جگہ پر میں اُن کے ساتھ بیٹھا تھا میں نے کوئٹہ منڈی فون کیا کہ اس وقت کتنے ایسے ٹرالر ہیں سبب کے جو اس وقت منڈی میں کھڑے ہیں تو مجھے وہاں سے اطلاع ملی کہ تین منڈی کے اندر کھڑے ہیں جو خالی کیئے جا رہے ہیں اور ایک باہر کھڑی ہے تو میں نے کہا کہ میں اس وقت ایک ذمہ دار کی حیثیت سے آپ کو اطلاع دے رہا ہوں کہ تین گاڑیاں فلاں نمبر دوکان کے سامنے اس وقت کھڑی ہیں اور ایک باہر۔ آپ جاؤ ان کو پکڑو۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ لوگ اس میں سنجیدہ نہیں ہیں۔ خصوصاً ہماری حکومت

بھی سنجیدہ نہیں ہے۔ ہمارے وزیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں اُن سے جس طرح ایک وزیر نے یہ قرارداد پیش کی اور چلتا کر دیا میرے خیال میں کل اخبار میں آئیگا زیارت والے دیکھیں گے کہ اس نے قرارداد پیش کی اور خوب زیارت کے بارے میں بات کی۔ کہ وہاں پر سبب ہوتا ہے اور اُس کے بعد بھاگ گیا اسی طرح ہوتا ہے۔ ان چیزوں کو follow کرنا پڑتا ہے اور خاص کر جب تک حکومت سنجیدگی نہ دیکھائے یہ چیزیں بند نہیں ہوتی ہیں۔ اس کے لئے پیسے لیا جاتا ہے جس طرح چیک پوسٹوں سے باقی چیزوں کیلئے پیٹروں کے لئے، ڈیزل کیلئے دوسری چیزوں کیلئے پیسے لئے جاتے ہیں۔ اس طرح سب کو بھی ٹماٹر کے نام پر پاس کرنے کیلئے پیسے لئے جاتے ہیں۔ اور یہ تمام زمینداروں کا معاشی قتل ہے۔ جناب اسپیکر! اس وقت پورے ملک میں خشک سالی کی لہر ہے اور خصوصاً بلوچستان میں اس وقت تک میرے خیال میں فروری کا مہینہ شروع ہو چکا ہے اور اب تک کوئی بارش نہیں ہے۔ ایک ایسے صوبے میں جہاں پر ہر دس سال بعد ایک خشک سالی اور قحط سالی کی ایک طویل لہر دوڑتی ہو اور لوگوں کے باغات خشک ہو جاتے ہیں، لوگوں کے مال مویشی مر جاتے ہیں، لوگوں کے اربوں روپے کے نقصان ہو جاتے ہیں پھر انکو کوئی compensation نہ بھی ملے اور پھر ایسے صوبے میں جب انکی اپنی ایک فصل ہو اور اُس فصل کی بھی قیمت نہ ملے میرے خیال میں سوائے خود کشی کے اُن لوگوں کے سامنے جناب اسپیکر صاحب! اور کوئی دوسرا راستہ رہا ہی نہیں۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے اور اس مسئلے پر میں آج چاہتا ہوں کہ مجھے جواب دیں اگر وزیر اعلیٰ چیئرمین بیٹھے ہوئے ہیں تو اُن سے میں گزارش کرتا ہوں کہ آجائیں وہ اس فلور پر اس کا جواب دیں یہ پورے صوبے کا مسئلہ ہے۔ اگر نہیں تو پھر اُن کی ذمہ دار کی حیثیت سے آج میرے دوست جس طرح میں نے کہا کہ میں پہلے بات کرونگا پھر آپ بات کریں۔ ہم اس سے یہ وضاحت چاہتے ہیں کہ یہ غیر قانونی کام ہے اس کو صوبائی گورنمنٹ بھی روک سکتی ہے آپ اپنی ایک لیویز کے سپاہی کو بولیں یہ ٹرالروں کو روکیں اور ہر کمشنر اپنے علاقے میں آیا اس کے اندر سبب ہیں یا ٹماٹر ہیں بس آپ کسٹم کو بھی چھوڑ دیں۔ آپ سب کو چھوڑ دیں تقریباً ایک فرلانگ تک سبب کی بواتی ہے۔ تو میں کہتا ہوں اس پر سنجیدگی سے سوچیں جناب اسپیکر! میں نے کہا اپنے کمشنروں کو آج کہہ دیں کہ لیویز کے سپاہی وہ چار یا پانچ چیک پوسٹ پر کھڑے کریں سبب کی بوا ایک فرلانگ سے آپ کو لگ جاتی ہے کہ اس گاڑی میں سبب ہے۔ پتہ چلتا ہے جب سبب ہیں تو غیر قانونی ہیں۔ غیر قانونی طور پر آرہے ہیں اُن کو روکو۔ لوگوں کا معاشی قتل ہو رہا ہے آپ کے اپنے صوبے میں 12 لاکھ ٹن سبب پیدا ہوتا ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ ہم سبب کو export کرتے تھے۔ بنگلہ دیش ہمارا سبب جاتا تھا۔ سری لنکا ہمارا سبب جاتا تھا۔ ہم زرمبادلہ کماتے تھے۔ آج ہم اتنے مالدار ہو گئے کہ ہمارا سبب ادھر پڑا ہوا ہے سڑ رہا ہے۔ آپ کی

منڈیوں میں آپ کے کولڈ اسٹورز میں، روڈوں پر۔ میرے خیال میں انٹرنیٹ پر یہ سبب کے تھیلے آپ کو 2 سو روپے میں ملیں گے۔ ہمیں کیا ضرورت ہے جناب اسپیکر صاحب! کہ ہم ایران سے سبب غیر قانونی طور پر منگوائیں اور ہم سب دیکھتے رہیں اور ہماری حکومت دیکھتی رہے۔ ہماری intelligence agency دیکھتی رہیں اور ہمارا کسٹم دیکھتا رہے پھر میں نے اسپیکر! کلکٹر کسٹم کی بات کروائی اسلام آباد میں ڈی جی فوڈ اینڈ سیکورٹی سے انہوں نے اُن کو بتایا کہ ہم نے سبب کی import permit کبھی جاری نہیں کئے ہیں یہ غیر قانونی طور پر آرہا ہے۔ ہم نے ٹماٹر کی اجازت دی تھی یہ اُس کے آڑ میں چھپا ہوا اور ان کے ساتھ۔۔۔

جناب اسپیکر: یہ بار بار repetition ہو رہی ہے۔ آپ کا پوائنٹ آگیا۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: بس دو بات کر کے میں اس کو wind up کرتا ہوں کہ وہ کہہ رہا ہے ان کے ساتھ quarantine سرٹیفکیٹ بھی نہیں ہے یہ fresh fruit اس کے ساتھ بہت ساری بیماریاں بھی آتی ہیں۔ ایران سے آپ نے دیکھا۔ ایران سے شیر گونامی ایک بیماری تھی وہاں سے ایران میں تھی جناب اسپیکر! اور وہاں سے ہمارے چنگو راور تربت کے آج جتنے بھی باغات ہیں وہ بیماری اسی وجہ سے جب بارڈر کھولا ہوا ہے غیر قانونی آتے تھے یہاں پر وہ بیماری آگئی۔ وہاں اُس علاقے میں اپنی بیماری کنٹرول کی آج تک تربت اور چنگو ر کے جو آپ کے کجور ہیں وہ شیر گونامی بیماری سے دوچار ہیں۔ تو میں یہی کہتا ہوں کہ ان کے ساتھ بیماریاں بھی آتی ہیں اور غیر قانونی طور پر بھی آرہا ہے۔ اور آپ کی صوبائی حکومت بھی اس کو کنٹرول کر سکتی ہے۔ آپ بھی ایک رولنگ دے دیں جناب اسپیکر صاحب! کم از کم کمشنر کو تو آپ کہیں کہ اگر کسٹم کام نہیں کرتا ہے تو کلکٹر کسٹم کو بھی آپ بلائیں تاکہ یہ باتیں جو ہم فلور پر کہہ رہے ہیں اُنکو بھی بتادیں گے۔

جناب اسپیکر: جی منسٹر صاحب۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ چھٹی تو ختم ہوگئی۔

جناب اسپیکر: ہاں چھٹی ختم ہوگئی۔ چھٹی کوئی ختم نہیں کر سکتا ہے۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: اچھا مہربانی، شکریہ۔ اسپیکر صاحب حقیقت میں یہ ایسا نہیں کہ آج جو قرارداد پیش ہوئی تو یہ آج کا مسئلہ نہیں ہے۔ حقیقت میں یہ بہت پرانا مسئلہ ہے کچھلی گورنمنٹ میں بھی ہم نے اس کو اٹھایا تھا۔ ایران کے ساتھ افغانستان کے ساتھ۔ ہمارے جو import and export ہوتی ہے۔ اور اس میں بلوچستان کو نقصان ہے فائدہ نہیں۔ جس طرح سیب ہیں، ٹماٹر ہیں۔ سبزی جات ہیں جو بھی ہیں۔ بلوچستان کے پاس پانچ موسم ہیں۔ اگر یہاں پر ٹماٹر کوئیٹ میں ختم ہو جاتا ہے تو ہرنائی میں شروع ہوتا ہے، ہرنائی میں ختم ہوتا ہے تو

بیلہ میں شروع ہوتا ہے بیلہ میں ختم ہوتا ہے تو سبھی میں شروع ہوتا ہے اس طرح ہمارے پاس ہر وقت ٹماٹر بھی available ہیں صرف سیب اور کچھ ایسے فروٹ ہیں جو صرف مخصوص علاقوں میں ہوتے ہیں۔ جیسے ہمارے نصیر احمد شاہوانی صاحب نے کہا کہ ایگری کلچر کے حوالے سے تو ہمیں بہت سے اقدامات اٹھانے پڑتے ہیں۔ ہمارا سب سے زیادہ جو دارومدار ہے وہ ہمارا ایگری کلچر اور لائیو سٹاک پر ہے 80 فیصد لوگوں کا دارومدار بلوچستان میں اس شعبے سے ہے۔ ہم نے بار بار فیڈرل گورنمنٹ سے کہا کہ ان چیزوں کو بند کریں۔ جب سیزن شروع ہوتا ہے سیب کا بلوچستان میں تو آپ سیب بند کریں۔ اُن کے import کو بند کر لیں۔ ہم اس وقت تک جب تک بلوچستان کا سیب نہیں نکلتا ہے یا کوئی اور فروٹ بھی اُس وقت آپ پابندی لگائیں۔ لیکن اس میں یہ ہوا کہ سمگلنگ شروع ہوئی۔ طورخم کے بارڈر سے بھی آنا شروع ہو گیا۔ نمروز یا افغانستان کے بارڈر سے بھی آنا شروع ہوا۔ اس میں ہمارے فیڈرل جو law enforcement agencies ہیں اُن کو چاہیے۔ چاہے کسٹم main subject اُن کا ہے۔ اُنہوں نے اس پر اقدامات نہیں اٹھائے تو سیب کیسے بند ہوگا۔ پھر جب وہ کچھ سمگلنگ طورخم سے ختم ہوئی تو پھر سیب کو آگے رکھتے ہیں اور ٹماٹر کو پیچھے رکھتے ہیں۔ ٹماٹر پر زبریو ٹیکس ہے۔ کوئی ٹیکس اُس پر ہوتا ہی نہیں۔ تو سیب پر ہے تو پھر ٹماٹر کی مد میں سیب کو لے آتے ہیں پھر یہاں پر ہمارے سیب کی کوئی مارکیٹ نہیں ہوتی۔ اس میں میں آپ کو اتنا بتا دوں کہ آج بھی ہماری میٹنگ تھی ایک خوشخبری حاجی نصیر صاحب کو سنانا چاہتا ہوں کہ آج پرائم منسٹر کے ساتھ ہماری بجلی کے حوالے سے جس طرح ہمارے دوستوں نے کہا بجلی ہے ہی نہیں حقیقت میں بجلی نہیں ہے آپ کو پتہ ہے 290 ارب روپے اُنہوں نے بقایا جات زمینداروں پر بنائے ہیں کوئی subsidy ہمارے federal کی ہے وہ 56 ارب روپے بنتے ہیں، ہم نے کہا اس کو solarize کر لیں ایک system چل رہا ہے آج Prime Minister نے اُن سے ہمارے اختلافات اپنی جگہ لیکن آج اُنہوں نے جو order کیا کہ جو 20 ہزار Tubewells solar پر convert ہوں گے replace ہوں گے یہ جو باقی بجلی سے جناب اسپیکر صاحب، اور ایک مہینے میں اُنہوں نے PC-1 منگوا یا ہے اور اس آنے والی PSDP میں اُن کو reflect کر دیا، یہ تو ہماری بجلی کے حوالے سے یہ ہے کہ ہم حاجی صاحب کو یہ کہہ رہے ہیں کہ سیب بجلی جو بھی ہمارے agriculture کے حوالے سے ہے یہ ہماری ذمہ داری لیں گے کہ وہ جو بجلی کٹے گی اور solar پر یہ جو system ہے پر shift ہو جائے گی۔ اس میں میں آپ کو ایک چیز بتاؤں ہمارے دوستوں نے کچھ باتیں کیں کہ agriculture کے حوالے سے صوبے نے کچھ نہیں کیا آپ کو پتہ ہے ہم نے 3 سے 4 لاکھ زیتون کے پودے مفت دیئے ہیں ابھی بھی

اسلام آباد سے آرہے ہیں کل پہنچیں گے۔ یہ ترکی سے آرہے ہیں اسپین سے آرہے ہیں اٹلی سے آرہے ہیں۔ آپ کو پتہ ہے ہم بیج دیتے ہیں مفت دیتے ہیں۔ ہم نے سیب کے پودے دیئے ہم نے انار کے پودے دیئے ہم نے پستہ دیا ہم نے بادام دیا، ایک روپیہ بھی ہم نے زمیندار سے نہیں لیا۔ ہم نے اس دفعہ جو National Program کے تحت ان کو tunnall farming دی ہے ہم نے تالاب دیئے، Pipes دیئے، نالیاں دی ہیں، اتنے اقدامات اٹھائے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ کچھلی گورنمنٹ میں اس طرح نہیں ہوا ہے۔ ہاں یہ ہے کہ ہمارا سب کچھ process کے تحت چلتا ہے، کوئی پیسے کم ہیں ہمارے پاس تو federal کے ساتھ ہم %40-60 پر چلاتے ہیں، تو اس پر اگر پچھلے سال کا میں ریکارڈ دوں تو ایک ضلع بھی نہیں رہے گا۔ ہر زمیندار کے پاس مفت، ایک روپیہ بھی انہوں نے نہیں دیا ہے پودوں کے لیے۔ جتنے بھی ہم نے انکو بیج دیئے ہیں Seed Corporation بنا رہے ہیں ہم۔ ٹریکٹر دے رہے ہیں، Dozars دے رہے ہیں کون سی چیز ہم نے یہاں جو گورنمنٹ کے حوالے سے جو اقدامات اٹھائے ہیں وہ میرے خیال میں کچھلی حکومتوں نے نہیں اٹھائے۔ آج بھی ہماری Prime Minister کے ساتھ یہی بات ہوئی کہ بجلی چار گھنٹے مل رہی ہے اور حاجی صاحب کو پتہ ہے کہ 30 horse power کے حساب سے ہم نے subsidy جو flat rate ہے دس ہزار جو ہے وہ زمیندار دے رہا ہے۔ لیکن انہوں نے ان پر جو بقایا جات ہیں 30 ارب بنائے ہیں QESCO نے بیٹھ کر یہ calculation کی کہ یہاں پر 50 horse power چل رہی ہے یہاں پر 60 horse power چل رہی ہے، کیوں کہ 75 ہزار سے excess کر کے انہوں نے وہ زمیندار کے کھاتے میں billing کر دی ہے۔ تو ہم نے کہا کہ اس میں بیٹھنا ہے تو یہ ہوا کہ وہ subsidy ہم دے دیں گے لیکن یہ ہے کہ next PSDP میں آپ کو یقین سے کہتے ہیں کہ آج جو میں نے meeting دیکھی ہے اللہ تو بہتر جانتا ہے کہ 20 ہزار، 40 ہزار tubewells ہم solar پر convert کر رہے ہیں۔ تو اس حوالے سے میں اتنا کہوں گا کہ پہلے جناب اسپیکر صاحب آپ کو میں ایک request کرتا ہوں آپ اس پر یہ کر لیں کہ سب سے پہلے آپ home department اور Collector Customs ان کو آپ بلا لیں کہ آپ ان کو بند کر سکتے ہیں یا نہیں کر سکتے۔ آپ checking کس طرح کرتے ہیں boarder پر، ٹماٹر کے نام پر سب کیسے آتا ہے؟۔ انہوں نے نشاندہی کی ہے کہ جی یہاں پر 3 containers کھڑے ہیں تو آپ کیوں نہیں گئے؟ اور دوسری بات یہ کہ اگر وہ نہیں کر سکتے ہیں تو پھر ہم federal subjects کو لینے کے لیے کون سے اقدامات کر سکتے ہیں۔ کس policy کے تحت ہم لیویز کو کہیں orders دیں گے کہ آپ

check کریں۔ یہ Collector Customs لکھ کر دے گا کہ جی آپ کا یہ Provincial Subject ہے، آپ کر لیں۔ otherwise کل کو وہ ایک permit دکھائیں گے کہ جی میں نے تو checking کروائی ہے۔ آپ کس طرح ہمیں check کرتے ہیں تو یہ ایک چیز ہے آپ اس پر serious رہیں ہم اسی اسمبلی میں بیٹھ کر حاجی صاحب کی سربراہی میں یہ ہمارے بڑے ہیں ہمارے زمیندار ایکشن کمیٹی کے صدر بھی ہیں، ہم As a Minister Agriculture ہمارے جو senior members بیٹھے ہیں ان سب کو بٹھا کر ان کو بلائیں، میں کہتا ہوں کہ FC کے نمائندے کو بھی بلائیں، آپ گورنمنٹ کے نمائندے کو بھی بلائیں، یہ boarders پر جتنی بھی sumgling ہو رہی ہے یہ تباہی ہے ہمارے زمینداروں کے لیے۔ زمیندار ہمارے ٹماٹر روڈ پر پھینک کر اپنا کرایہ کراچی تک نہیں پہنچا سکتے ہیں۔ ہمارے جو fruits اور vegetables اور جو بھی آتے ہیں وہ ہم پاکستان میں بیچنے کے لیے دیتے ہیں۔ بارش ہوتی ہے ہمارے ٹماٹر ایک روپیہ کلو بھی کوئی نہیں لیتا ہے، وہ اپنا کرایہ بھی نہیں بنا سکتا ہے، ہمارے سیب کی یہی حالت ہے ابھی بھی store میں پڑے ہوئے ہیں کیونکہ ان کی قیمت نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی کاشت بند ہو جائے گی اگر یہ ایران کا سیب بند نہیں ہوا تو یہاں پر تو کوئی یہ کاشت نہیں کرے گا سیب کا، یہاں پر دوسرے fruits کی کوئی کاشت نہیں کرے گا۔ تو اس کے یہی اقدامات ہیں کہ اسپیکر صاحب آپ کو میں نے یہ ایک تجویز دی ہے کہ آپ اس کو بلا لیں چار، پانچ دن میں اور ان کو سختی سے Notice دے دیں۔ خود اپنے through آپ ایک کمیٹی بنائیں، اُس کے through آپ مارکیٹ میں Check & Balance رکھیں کہ اگر کوئی ہمیں سیب ایران کا بغیر ٹیکس کا ملا، ٹیکس ہم بند کر دیں گے وہاں پر ہم federal Ministry بند کر سکتے ہیں، اس کا license cancel کر سکتے ہیں یہاں آپ اسمبلی کے through ایک order مطلب rulling دے سکتے ہیں، ہم یہ pass کر سکتے ہیں کہ کوئی permit یہاں بلوچستان کے حوالے سے issue نہ ہو جائے جو بلوچستان کے زمینداروں کے حق میں نہیں جا رہا ہے اُس کے نقصان میں جا رہا ہے۔ آپ rulling دے دیں یہاں پر ہم سارے بیٹھ کر یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ جی آپ boarder پر دیتے ہیں تو یہ ہمارے عوام کی تباہی ہے۔ آپ ہماری export کیوں نہیں کرتے، ہمارے سیب کو کیوں ایران نہیں بھجواتے، ہمارے سیب کو افغانستان کیوں نہیں بھجواتے؟ یہ نہ کراچی میں پک سکتا ہے نہ لاہور میں پک سکتا ہے، اس حوالے سے میں request کروں گا کہ اس پر seriously اچھا، میں تو کہتا ہوں قرارداد صحیح ہے لیکن اس پر اقدامات کے لیے آپ کی ضرورت ہمیں پڑے گی، تو اس میں ہم انشاء اللہ اپنے زمینداروں کے ساتھ اپنی عوام

کے ساتھ ہیں اور اس پر ہم اقدامات اٹھانے کی کوشش کریں گے، شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ اس میں پہلے بھی Collector Customs کو بلا یا گیا تھا اور اس حوالے سے انہوں نے کہا تھا کہ federal کا ایک decision ہے وہ federal ہی کر سکتا ہے۔ تو قرارداد کو منظور کرنے کے ساتھ ساتھ House اس کو منظور ضرور کرے گا۔ میں بلوچستان گورنمنٹ کو کہتا ہوں کہ وہ اس کو pursue کریں اور دوبارہ جب Chief Minister صاحب گئے ہیں، انہوں نے وہاں ملاقات کی تو دوبارہ اس کو Follow up کریں کیوں کہ جب انہوں نے کہا کہ ہم اس کو واپس کر رہے ہیں تو کیوں واپس نہیں ہوا۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹو: اسپیکر صاحب! آپ اس میں یوں کر لیں کی Smuggling کو بند کر لیں۔ آپ اس لیے اُن کو بلا لیں، وہ تو ابھی نہیں چھوڑ رہے ہیں۔ آپ اس کی Smuggling کو بند کریں۔

جناب اسپیکر: وہ کہتے ہیں کہ یہ قانون کے تحت آرہے ہیں، Customs کو چھوڑیں آپ کے پاس بھی گورنمنٹ ہے، آپ فیصلہ کریں۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹو: ہم فیصلہ کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ دیکھ لیں اگر Customs نہیں کرتا تو آپ کی گورنمنٹ کو بھی چاہیے کہ جتنی بھی Check Posts ہیں اُس میں دیکھ لیں۔ یہی میں نے کہہ دیا کہ اگر Customs والے illegally چھوڑ رہے ہیں تو آپ کے پاس بھی گورنمنٹ ہے وہ اس چیز کو دیکھ لے، اگر وہ illegally آرہا ہے تو وہ اس کو روکیں۔ آیا قرارداد نمبر 01 کو منظور کیا جائے۔ قرارداد نمبر 01 منظور ہوئی۔

آڈٹ رپورٹس کا ایوان میں پیش کیا جانا۔

جناب اسپیکر: آڈٹ جنرل آف پاکستان کے آڈٹ رپورٹ برائے سال 2019-20 برحسابات پبلک سیکرٹری پرائز کا ایوان میں پیش کیا جانا۔ وزیر خزانہ، قواعد انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر 174 کے تحت، آڈٹ جنرل آف پاکستان کے آڈٹ رپورٹ برائے سال 2019-20 برحسابات پبلک سیکرٹری پرائز حکومت بلوچستان ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

وزیر محکمہ خزانہ: میں وزیر خزانہ، قواعد انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر 174 کے تحت، آڈیٹر جنرل آف پاکستان کے آڈٹ رپورٹ برائے سال 2019-20 برحسابات پبلک سیکٹر انٹرپرائزز حکومت بلوچستان ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب اسپیکر: آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 2019-20 برحسابات پبلک سیکٹر انٹرپرائزز حکومت بلوچستان ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے لہذا اسے Public Accounts Committee کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 2019-20 برحسابات حکومت بلوچستان کا ایوان میں پیش کیا جانا۔ وزیر خزانہ، قواعد انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر 174 کے تحت، آڈیٹر جنرل آف پاکستان کے آڈٹ رپورٹ برائے سال 2019-20 برحسابات حکومت بلوچستان ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

وزیر محکمہ خزانہ: میں وزیر خزانہ، قواعد انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر 174 کے تحت، آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 2019-20 برحسابات حکومت بلوچستان ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب اسپیکر: آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ برائے سال 2019-20 برحسابات حکومت بلوچستان ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے لہذا اسے Public Accounts Committee کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعرات مورخہ 4 فروری 2021 بوقت شام 4 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس 08 بجکر 27 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)۔